سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعرات،8۔اکتوبر2015
(یوم الخمیس،23۔ذی الحج1436ھ)

سولھویں اسمبلی: سترھواں اجلاس

جلد 17:شمارہ 2

69

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 8۔اکتوبر 2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) آئین کے آرٹیکل (a)(2)128 کے تحت قراردادیں

1۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آرڈیننس (ترمیم) پنجاب ڈرگز 2015 کے پیریڈ میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل (a)(2)128 کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 6۔اگست 2015 کو جاری کردہ آرڈیننس (ترمیم) پنجاب ڈرگز 2015 (20 بابت 2015) کے نفاذ کے پیریڈ میں مورخہ 4۔نومبر 2015 سے مزید 90 دن کے پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔"

2۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آرڈیننس (دوسری ترمیم) پنجاب ڈرگز 2015 کے پیریڈ میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل (a)(2)128 کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

70

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 12۔اگست 2015 کو جاری کردہ آرڈیننس (دوسری ترمیم) پنجاب ڈرگز 2015 (22 بابت 2015) کے نفاذ کے پیریڈ میں مورخہ 10۔نومبر 2015 سے مزید 90 دن کے پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔"

3۔ قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آرڈیننس انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2015 کے پیریڈ میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل (a)(2)128 کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 24۔اگست 2015 کو جاری کردہ آرڈیننس انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ اتھارٹی پنجاب 2015 (25 بابت 2015) کے نفاذ کے پیریڈ میں مورخہ 22۔نومبر 2015 سے مزید 90 دن کے پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔"

4۔ قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آرڈیننس (ترمیم) خالص غذا پنجاب 2015 کے پیریڈ میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل (a)(2)128 کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 24۔اگست 2015 کو جاری کردہ آرڈیننس (ترمیم) خالص غذا پنجاب 2015 (26 بابت 2015) کے نفاذ کے پیریڈ میں مورخہ 22۔نومبر 2015 سے مزید 90 دن کے پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔"

71

(بی) مسودات قانون پر غوروخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر30 بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جینڈر اینڈ مین سٹریمنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم) فوائد زچگی پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر26 بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی2015(مسودہ قانون نمبر25 بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015 منظور کیا جائے۔

73

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا سترہواں اجلاس

جمعرات، 8-اکتوبر 2015

(یوم الخمیس، 23-ذی الحج 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم٥

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ٥

اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ ۙ﴿۱﴾ وَ اِذَا الۡکَوَاکِبُ انۡتَثَرَتۡ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الۡبِحَارُ

فُجِّرَتۡ ۙ﴿۳﴾ وَ اِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ ۙ﴿۴﴾ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ وَ اَخَّرَتۡ ؕ﴿۵﴾

یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الۡکَرِیۡمِ ۙ﴿۶﴾ الَّذِیۡ خَلَقَکَ

فَسَوّٰىکَ فَعَدَلَکَ ۙ﴿۷﴾ فِیۡۤ اَیِّ صُوۡرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ ؕ﴿۸﴾ کَلَّا

بَلۡ تُکَذِّبُوۡنَ بِالدِّیۡنِ ۙ﴿۹﴾ وَ اِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ ﴿۱۰﴾ کِرَامًا

کَاتِبِیۡنَ ﴿۱۱﴾ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾

سورۃ الانفطار 1 تا 12

جب آسمان پھٹ جائے گا (1) اور جب تارے جھڑ پڑیں گے (2) اور جب دریا بہہ (کر ایک دوسرے سے مل) جائیں گے (3) اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی (4) تب ہر شخص معلوم کر لے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا (5) اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا؟ (6) (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضاء کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا (7) اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا (8) مگر ہیہات تم لوگ جزاء کو جھٹلاتے ہو (9) حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں (10) عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (11) جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں (12)

وما علینا الا البلاغ٥

نعت رسول مقبولﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے، محمد نام ایسا ہے
نگر اُجڑے بساتا ہے، محمد نام ایسا ہے
انہی کے نام سے روشن رُتیں پھر لوٹ آتی ہیں
میری بگڑی بناتا ہے، محمد نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے جا ملاتا ہے، محمد نام ایسا ہے
درودوں کی مہک سے محفلیں آباد رہتی ہیں
میری نعتیں سجاتا ہے، محمد نام ایسا ہے

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ خوراک سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر4959جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وزراء کی سنجیدگی کا عالم یہ ہے کہ اس وقت معزز ایوان میں کوئی وزیر موجود نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کل جب اس معزز ایوان میں قانون سازی ہو رہی تھی اور اس ایوان کا جو حال تھا، آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ جب آپ نے اجلاس کی کارروائی شروع کی ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! میری بات سنیں۔ میں نے کافی انتظار کیا۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وقفہ سوالات میں وزراء کو بھی ایوان میں موجود ہونا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل وہ بھی یقیناً تشریف لائیں گے اور آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب تو موجود ہیں لیکن منسٹر کیوں سنجیدہ نہیں ہیں اور وہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا وقفہ سوالات ہے اور دیکھیں میری بات سنیں کہ یہ آپ کا ہی حرج ہو رہا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! منسٹر صاحبان اس ایوان کو سنجیدہ کیوں نہیں لے رہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحبان اس ایوان کو سنجیدگی سے لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان آ جائیں گے ناں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اب آ جائیں گے، کیا وہ کل آئیں گے یا آئندہ سیشن میں آئیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ جن کے متعلقہ کوئی بات ہو گی انہی سے پوچھی جائے گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس ایوان کی حالت یہ ہے کہ اس وقت ایوان میں کوئی منسٹر نہیں ہے اور آج بھی اجلاس ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر، دیکھیں آپ correct yourself, correct yourself میں نہ ہی کہوں تو بہتر ہے، میرے خیال میں آپ کو خود ہی دیکھنا چاہئے کہ ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے اجلاس شروع ہوا ہے یا کتنا وقت ہوا ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم تو 10:00 بجے سے آ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! میری بات سنیں، یہ وقفہ سوالات ہے اور اس دوران ہی منسٹر صاحبان انشاء اللہ یہاں تشریف لے آئیں گے۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور آ جائے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ حکم کریں حکومت کو تو وہ کیوں نہیں آئیں گے؟

جناب سپیکر: حکومت کے نمائندگان یہاں پر موجود ہیں اور آپ ایسے نہ کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں اور وہ آپ کے سوالوں کے جواب دیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے بہت افسوس ہے۔

جناب سپیکر: آپ افسوس کر سکتے ہیں لیکن میں ایسی بات نہیں کرنا چاہتا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! افسوس کے ساتھ ساتھ میں احتجاج بھی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی اور شکریہ۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1869 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1869: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کل کتنی فلور ملز ہیں؟

(ب) ان فلور ملز کو سال 13-2012 کے دوران کتنی گندم فراہم کی گئی ہے، تفصیل ملز وار بتائیں؟

(ج) ان میں سے کتنی کب سے بند پڑی ہیں۔ کیا حکومت ان تمام ملوں کے 13-2012 کے بل بجلی چیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کتنی فلور ملز کو گندم کا کوٹا ان کے مقررہ ہدف سے زیادہ دیا گیا؟

(ہ) کس کس فلور ملز کے خلاف گندم چوری کے تحت تحقیقات ہو رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) لاہور میں کل 64 فلور ملز ہیں۔

(ب) ان فلور ملز کو سال 13-2012 کے دوران فراہم کردہ گندم کی ملز وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور میں 9 فلور ملز بند ہیں۔ اور جو فلور ملز چل رہی ہیں ان کے بجلی کے بل ماہانہ بنیادوں پر چیک کئے جاتے ہیں۔ بند ملوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ مدینہ فلور مل، جنوری 2009 سے بند ہے۔
2۔ صفدر فلور مل، نومبر 2009 سے بند ہے۔
3۔ فرمان فلور مل مئی 2013 سے بند ہے۔
4۔ فائیو سٹار فلور مل مئی 2013 سے بند ہے۔
5۔ سردار پور فلور مل ستمبر 2013 سے بند ہے۔
6۔ النور فلور مل 2010 سے بند ہے۔
7۔ اے بی فوڈ فلور مل 2008 سے بند ہے۔
8۔ گلستان فلور مل 2011 سے بند ہے۔
9۔ بھٹی فلور مل 2010 سے بند ہے۔

(د) کسی فلور ملز کو بھی گندم کوٹا مقررہ ہدف سے زیادہ نہیں دیا گیا۔

(ہ) فلور ملز سے متعلقہ گندم چوری کا فی الحال کوئی بھی کیس سامنے نہیں آیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کے جواب میں مقررہ ہدف کا ذکر ہے تو فلور مل کا ہدف کس criterion پر مقرر کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر فلور ملز کا کوٹا criterion کے مطابق ان کی capacity اور عوام کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر بنایا جاتا ہے اور اس حساب سے سب فلور ملز کو equal تقسیم کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! تفصیل سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ یہ تو ہمیں بھی پتا ہے کہ کوٹا عوام کی ضرورت کے مطابق ہی ہوتا ہے مگر criterion کیا ہے اور کس capacity کی مل کو کتنا کوٹا دیا جاتا ہے اور کچھ تھوڑا سا تو کوئی criterion ہوتا ہے ناں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے جس طرح سے پوچھا تھا تو اس طرح سے سب کچھ بتایا بھی ہے اور وہ criterion کی بات بتا رہے ہیں جو آپ سُن لیں کیونکہ آپ کے سوال کا جواب تو انہوں نے مکمل طور پر دے دیا ہے۔ اگر اس میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو ضرور پوچھیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! ایک چکی کو 100 کلو گرام کی پانچ بوری کے حساب سے روزانہ کی بنیاد پر دیتے ہیں اور 20 بوری فلور ملوں کو باڈی کے حساب سے روزانہ کی بنیاد پر گندم دیتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! عوام کی ضرورت کے مطابق کہا ہے تو کیا لاہور کی فلور ملز کا آٹا پنجاب سے باہر نہیں جاتا اور کیا وہ across border افغانستان کی طرف نہیں جاتا؟

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ پابندی تو آپ نہیں لگا سکتے کہ اِدھر کی بجائے دوسرے شہروں میں جائے۔ ملک سے باہر جب جا رہا ہو تو اس پر آپ کہہ سکتے ہیں لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ آٹا لاہور ہی میں رہے اور یہاں سے باہر نہ جائے لاہور میں کہیں سے آئے تو it is not proper

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ضرورت کو کیسے define کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: اس پر ban تو نہیں لگایا جا سکتا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! عوام کی ضرورت کے مطابق کوٹا دیا جاتا ہے تو اس کی تفصیل بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! آٹے پر ڈسٹرکٹ کی پابندی نہیں ہوتی اور پورے پنجاب میں لاہور سے آٹا جاتا ہے۔ جہاں ملیں زیادہ ہوں گی وہاں زیادہ کوٹا دیا جاتا ہے اور وہاں پر ملیں کام بھی زیادہ کرتی ہیں اور جو ضرورت سے بڑھ جاتا ہے وہ آٹا دوسری جگہ جاتا ہے جس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو پہلے گزارش کر دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! اگر کوئی ایسی شکایت ہے کہ لاہور میں آٹا دستیاب نہ ہے تو پھر یہ بات بنتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری بتائیں گے کہ پچھلے دو ہفتوں میں تین دفعہ آٹے کی قیمتوں میں کیوں اضافہ ہوا جس سے عام آدمی اور غریب لوگ سخت پریشان ہے؟ ابھی نئی فصل کے اُگنے کا عمل شروع نہیں ہوا اور اگر آٹے کی قیمت اسی تیزی کے ساتھ بڑھتی رہی تو میرا خیال ہے کہ یہ لوگوں کے لئے بہت زیادہ مسائل کھڑا کرے گی تو آیا اس کو کنٹرول کرنے کا حکومت نے کوئی بندوبست کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! حکومت آٹے کی قیمت کو ہمیشہ کنٹرول کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ آٹے کی قیمت میں جو اضافہ ہوا تھا وہ واپس ہو گیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی، آپ نے خوشخبری سنا دی جو کہ اچھی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میڈیا پر اور ٹی وی بھی دیکھ رہے ہیں روٹی اور نان کی قیمت میں ایک روپے کا اضافہ ہو گیا ہے۔ مزدور طبقہ اور عام لوگ سخت پریشان ہیں کہ ابھی تو گندم کی بوائی شروع نہیں ہوئی، ابھی چھ، آٹھ ماہ نئی فصل آنے میں لگیں گے تو یہ اتنا sure کہہ رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ وہاں سے انہیں بوٹی تو آ گئی ہے کہ اضافہ واپس ہو گیا ہے لیکن عملی طور پر وہ اضافہ واپس نہیں ہوا بلکہ اس میں مسلسل تیسری دفعہ اضافہ ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ حکومت کو اس معاملے پر کوئی کمپرومائز نہیں کرنا چاہئے اور فی الفور جو ملز آٹے کی قیمتیں بڑھا رہی ہیں اور روزانہ میڈیا میں دیکھنے میں آ رہا ہے کہ آج اتنے روپے فی تھیلا قیمت بڑھ گئی ہے تو اس کو یقینی بنائیں کہ آٹے کی قیمت نہ بڑھنے پائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! آٹے کا ریٹ واپس آگیا ہوا ہے اور ایکس مل ریٹ 750 روپے 20 کلو گرام تھیلا ہے جبکہ پرچون sale میں 775 روپے 20 کلو گرام تھیلے کا ریٹ ہے، ابھی ریٹ کنٹرول میں ہے اور اس ریٹ کے مطابق sale ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ? Are you satisfied now

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پچھلے ڈیڑھ مہینے میں چھ دفعہ آٹے کا ریٹ بڑھا ہے۔

جناب سپیکر: جس طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ سمجھے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر ابھی بھی انہوں نے پرچی پر یقین کر لیا ہے تو یہاں سے بازار زیادہ دور نہیں ہے۔ بالکل یہ غلط انفارمیشن دی گئی ہے کیونکہ کوئی ریٹ واپس نہیں ہوئے۔ ابھی پرسوں ریٹ بڑھے ہیں جبکہ پچھلے چھ ہفتوں میں چھ دفعہ ریٹ بڑھا ہے۔ جب گندم تیار ہو رہی تھی تو کسان رُل رہا تھا اور کسان کو لُوٹا گیا، اس سے گندم نہیں خریدی گئی۔ اب ایک مافیا نے کم ریٹ پر گندم خرید کر اپنے پاس رکھی اور وہ مافیا جس نے پہلے کسان کو لُوٹا تھا وہ اب عوام کو لُوٹ رہا ہے۔ چھٹی دفعہ آٹے کا ریٹ بڑھا ہے اور میرا خیال ہے کہ شاید معزز پارلیمانی سیکرٹری کبھی بازار نہیں گئے اور ان کا واسطہ آٹا خریدنے سے نہیں پڑا۔ حقیقتاً یہاں سے دس منٹ کی walk پر بازار ہے اور آپ پتا کر سکتے ہیں کہ آج سے چھ ہفتے پہلے کیا ریٹ تھا اور اب کیا ریٹ ہے تو کوئی اضافہ واپس نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: عباسی صاحب! میں ان سے اسمبلی میں جواب لے رہا ہوں اور انہیں باہر نہیں بھیج رہا کہ آپ باہر سے ریٹ لے کر آئیں۔ وہ بتا رہے ہیں۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو پرچی آئی ہے یہ غلط بیانی ہے اور جس صاحب نے یہ پرچی دی ہے اس نے اس ایوان کو گمراہ کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی غلط بیانی کے بارے میں آپ کے پاس کیا ثبوت ہے وہ تو بتائیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس پرچی دینے والے نے غلط بیانی کر کے معزز ایوان کو گمراہ کیا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے غلط بیانی کروائی گئی ہے جبکہ آٹے کی بڑھی ہوئی قیمت میں کوئی واپسی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: نہیں، ہرگز کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس ایوان میں کیوں کہا گیا کہ آٹے کی قیمتوں میں اضافہ واپس لے لیا گیا ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! باہر عوام ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ اسمبلیوں میں جاتے ہیں تو مہنگائی پر بات کیوں نہیں کرتے، آپ ہمارے حقوق کی بات کیوں نہیں کرتے اور آپ ہمارے مسائل کی بات کیوں نہیں کرتے؟ میرا خیال ہے کہ اسی بات پر جو یہاں سے پرچی آئی ہے آپ کوئی کمیٹی مقرر کر دیں جس میں کوئی دو ایک ممبران اپوزیشن سے لے لیں اور ایک حکومتی بنچز سے لے لیں جو جا کر بازار سے پچھلے ایک ماہ کے rates لے آئیں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ سیکرٹری صاحب یا ایڈیشنل سیکرٹری صاحب یہاں پرچیاں اور بُوٹیاں بھیج رہے ہیں یہ بالکل غلط ہے جس طرح عباسی صاحب نے کہا ہے۔ ہم روز اخبارات میں پڑھ رہے ہیں اور میڈیا میں دیکھ رہے ہیں کہ آج دس روپے بڑھ گئے اور پھر پانچ روپے بڑھ گئے ہیں۔ اس طرح سے ایوان میں کھڑے ہو کر mislead نہ کیا جائے اور انہیں غلط بیانی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ اگر غلط بیانی سے کام لیں گے تو وہ کسی صورت بھی درست نہیں ہوگا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اگر ہمارے فاضل ممبران اور قائد حزب اختلاف یہ بات کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ on the floor of the House غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے تو یہ ایک تحریک استحقاق لے آئیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے غلط بیانی نہیں کی بلکہ جو حقائق ہیں ان کے مطابق بات کی ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی غلط بیانی ہے۔ یہ ایسے نہیں ہے آپ اپنے طور پر پتا کر لیں۔ اس پر تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر ان کو سمجھ نہیں آرہی ہے تو یہ تحریک استحقاق لا سکتے ہیں۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ ہم مہنگائی کی بات کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ تحریک استحقاق لے آئیں۔ یہ اگر عوام کی بات نہیں کر سکتے تو ان کو ایوان سے باہر نکل جانا چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں ان کو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ rules پڑھ لیں میں انتہائی احترام اور اعتماد کے ساتھ rules کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! مجھے ذرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے تو جواب لینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ بوٹی آ رہی ہے اگر محکمے والے ان کو بتانے کے لئے ہماری help کر رہے ہیں تو ان کو خوش ہونا چاہئے۔ دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرا مؤقف یہ ہے کہ مارکیٹ میں سرکاری ریٹ 750 روپے بیس کلو کے مطابق چل رہا ہے اور سرکاری گودام سے گندم کا کوٹا release ہونا شروع ہو گیا ہے اگر کہیں شکایت ہے تو یہ ہمیں بتائیں وہ شکایت ہم انشاء اللہ ضرور دور کریں گے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک، ہو گئی ہے بات۔ دیکھیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آپ کے سوال کا جواب مکمل طور پر دے دیا ہے نیز یہ بھی بتا دیا ہے کہ اب کیا ریٹ چل رہا ہے اور گورنمنٹ نے کیا مقرر کیا ہے۔ ان کے بقول اس میں کمی آئی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کمی نہیں آئی اگر کمی آئی ہوتی تو ہم ان کو appreciate کرتے۔ ان کا جہاں جہاں ہاتھ پڑ رہا ہے وہاں وہاں خون نچوڑا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، بھئی! ایسے نہ کریں۔ جو انہوں نے کمی کی ہے وہ آپ کو بتا دی گئی ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! On her behalf

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: جی، محترمہ کنول نعمان!

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 1950 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ حنا پرویز بٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے سکولوں کے باہر مضر صحت اشیاء فروخت کرنے والوں پر پابندی لگانے کی تفصیلات

*1950: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام پرائیویٹ اور سرکاری سکولوں کے باہر سکول ٹائم کے دوران مختلف قسم کی اشیاء فروخت کرنے والے چھابڑی فروش کھڑے ہوتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کے پاس ناقص، غیر معیاری اور مضر صحت اشیاء ہوتی ہیں بلکہ اکثریت ان اشیاء میں مختلف قسم کا نشہ ملا کر فروخت کرتے ہیں جس سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں طالب علم موذی امراض اور نشہ میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت سکول کے باہر ہر قسم کی اشیاء کی فروخت پر مکمل طور پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔ جولائی 2012 فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں تک صاف اور معیاری اشیاء خورد و نوش کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔ ضلع لاہور میں مختلف ہوٹلز، ریسٹورنٹس، بیکری، چھابڑی والے اور دیگر اشیاء خورد و نوش فروخت کرنے والوں کو بلا امتیاز چیک کر رہی ہے اور صاف ستھری خوراک کے حصول کے لئے سخت کارروائی عمل میں لائے ہوئے ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں تمام ہوٹل، ریسٹورنٹ، بیکری، چھابڑی والوں کی سخت چیکنگ کر رہی ہے اور بلا امتیاز کارروائی کی جارہی ہے تاہم نشہ آور اشیاء کے استعمال کے حوالے سے صوبے میں موجود پولیس، انٹی نارکوٹکس اور دوسرے ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی صرف ناقص اشیاء کی خرید و فروخت پر پابندی لگانے کی مجاز ہے تاہم ہر قسم کی اشیاء خورد و نوش کی خرید و فروخت پر پابندی جو کہ مضر صحت نہ ہو لگانے کا اختیار پنجاب فوڈ اتھارٹی کے پاس نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں تمام ہوٹلز، ریسٹورنٹس، بیکری، چھابڑی والوں کی سخت چیکنگ کر رہی ہے اور بلا امتیاز کارروائی کی جا رہی ہے تاہم نشہ آور اشیاء کے استعمال کے حوالے سے صوبے میں موجود پولیس، انٹی نارکوٹکس اور دوسرے ادارے کام کر رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے، کیا ان کو سزا دی جاتی ہے اور سزا کس شکل میں دی جاتی ہے، کیا جیل بھیج دیا جاتا ہے یا جرمانہ کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! اس میں جرمانہ بھی کیا جاتا ہے، ایف آئی آر بھی کی جاتی ہیں اور جیل بھی بھیجا جاتا ہے۔ جس قسم کا کیس ہوتا ہے قانون کے مطابق اسی حساب سے کارروائی کی جاتی ہے اور کیس عدالتوں میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔ کیا صحیح اور معیاری چیزیں استعمال کرنا صرف لاہور والوں کا ہی حق ہے باقی پنجاب میں ملاوٹ کرنے والوں، غیر معیاری چیزیں فروخت کرنے والوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے، اس کا دائرہ کار کیوں نہیں بڑھایا جا رہا ہے اور باقی پنجاب کو کس کے حوالے کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! پورے پنجاب کے اندر ہر ڈسٹرکٹ میں فوڈ کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں اور ڈویژن level پر ٹاسک فورس بنائی گئی ہیں۔ پچھلے یکم جولائی سے لے کر اب تک تقریباً 6400 سیمپل پورے پنجاب سے لئے گئے ہیں جن پر 2 کروڑ 70 لاکھ کے قریب جرمانے کئے گئے ہیں، کئی ملیں seal کی گئی ہیں اور کئی ایف آئی آرز کاٹی گئی ہیں۔ پورے پنجاب کے اندر پوری campaign چلائی گئی ہے۔ پنجاب کے اندر آپ دیکھ رہے ہیں کہ anti-adulteration کی campaign ہر ضلع کے اندر، لاہور کے اندر اور میڈیا پر کتنے زور سے چل رہی ہے۔ جس طرح فوڈ اتھارٹی کام کر رہی ہے اس سے پنجاب کی ساری عوام گورنمنٹ کو appreciate کر رہی ہے کہ آپ نے

اس کو پورے پنجاب تک پھیلایا ہے۔ پورے پنجاب پر اب اس کی campaign شروع ہے اور اس پر کام چل رہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار سارے پنجاب تک بڑھا دیا گیا ہے، اس کی legislation میں کوئی ترمیم کر دی گئی ہے، یہ کام کس اختیار کے تحت ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چوہدری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! Punjab Pure Food Ordinance میں ترمیم کر کے 13۔اگست سے پورے پنجاب میں ٹاسک فورسز اور فوڈ کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں اور اسی کے تحت یہ ساری کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے کہ پورے پنجاب سے 64131 سیمپل لئے گئے ہیں ان پر تقریباً 2 کروڑ 70 لاکھ روپے جرمانہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ ایف آئی آر درج کی گئی ہیں، کئی ملیں اور ہوٹل seal کئے گئے ہیں۔ یہ پورے پنجاب کے اندر 13۔اگست سے campaign پورے زور سے چل رہی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بات پھر وہیں ہے۔ یہ جو پنجاب فوڈ کمیٹیوں کا ذکر کر رہے ہیں یہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا حصہ ہیں یا یہ الگ سے کوئی چیز ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چوہدری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی تو الگ ہے یہ Punjab Pure Food Ordinance لایا گیا اور ٹاسک فورس اور فوڈ کمیٹیوں کے اختیارات پنجاب فوڈ اتھارٹی کے برابر ہی دیئے گئے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال میں ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام پرائیویٹ اور سرکاری سکولوں کے باہر سکول ٹائم کے دوران مختلف اشیاء فروخت کرنے والے چھابڑی فروش کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کا جواب تو کہیں نہیں ہے کہ وہ کھڑے ہوتے ہیں یا نہیں اور اس سوال میں یہی پوچھا گیا ہے۔ دوسرا جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ 64 ہزار fine کئے گئے ہیں تو اس میں میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ بتا سکیں گے کہ جو سکولوں کے باہر ریڑی اور چھابڑی والوں کا کتنا چالان کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ اس کا نیا سوال دیں۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہی سوال ہے اور میں اسی کا ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں کیونکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے چھابڑی والوں کا چالان کیا ہے تو میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کتنوں کا چالان کیا ہے یہ بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میرے پاس الگ سے figures ہیں اور نہ ہی ڈیپارٹمنٹ اس کی الگ سے figures بناتا ہے لیکن میں آپ کو لاہور کی figures بتا رہا ہوں کہ ہم نے 64 ہزار 131 sample لئے ہیں جس میں 3900 samples fail ہوئے ہیں اور 2,70636 روپے جرمانہ وصول کیا گیا ہے، 5 ہزار 11 ایف آئی آر درج کی گئی ہیں اور 777 افراد گرفتار کئے گئے ہیں۔ اگر آپ کو چھابڑی اور کنٹین کی علیحدہ سے معلومات چاہئیں تو ہم آپ کو بعد میں الگ کر کے دے سکتے ہیں یا آپ fresh question کریں گے تو اس میں آپ کو تفصیل دے دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ ادھر سے ضمنی سوال آیا ہے۔ جی، آپ فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! یہ جو چھابڑی والوں کی بات کر رہے ہیں جو نشہ آور چیزیں بیچتے ہیں تو یہ چھابڑی والے mainly اس میں involved ہیں اور زیادہ گند بھی وہی بیچ رہے ہیں۔ ہمارا مقصد ان کو تنگ کرنا نہیں ہے کیونکہ عام طور پر وہ غریب لوگ ہیں اور دہاڑی لگا کر گھر جاتے ہیں لیکن کم از کم صفائی ضروری ہے۔ ہمارے بچے ہمارا مستقبل ہیں اور وہ کیا کھا رہے ہیں تو ان کو چیک کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ آپ کی بات سن لی، suggestion اور چیز ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کے پاس ناقص، غیر معیاری اور مضر صحت اشیاء ہوتی ہیں بلکہ اکثریت ان اشیاء میں مختلف قسم کا نشہ ملا کر فروخت کرتے ہیں جس سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں طالب علم موذی امراض اور نشہ میں مبتلا ہو رہے ہیں، یہ سوال ہے اور کیا یہ ایسا ہی ہے؟ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے لیکن انہوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے

کہ نشہ آور اشیاء کے استعمال کے حوالے سے صوبے میں موجود پولیس، انٹی نارکوٹکس اور دوسرے ادارے کام کر رہے ہیں۔ ہم نے تو یہ نہیں پوچھا کہ وہاں انٹی نارکوٹکس پولیس ہے یا نہیں ہے۔ ہم تو یہ پوچھ رہے ہیں کہ وہاں یہ کام ہو رہا ہے تو آپ اس پر کیا انسدادی کارروائی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، جو ان کے notice میں آئے گا تو وہ کارروائی کیوں نہیں کریں گے۔ یہ کیا بات ہوئی؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی کچھ کرنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب اس میں کتنے ضمنی سوال ہو گئے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! جیسے آپ کا حکم۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔ پھر کہیں گے کہ موقع نہیں ملا۔ جی، سوال پوچھیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 1950 کے ساتھ identical چار جوابات ہیں۔ جس میں سارے جوابوں کے اندر یہ بات بار ہا کہی گئی کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا قیام اور اس کی jurisdiction صرف لاہور کی حد تک ہے تو کیا پارلیمانی سیکرٹری موصوف ایوان کو یہ بتائیں گے کہ کیا کوئی ایسا Law بنانا جس کی jurisdiction صرف ایک ضلع کی حد تک کی جائے تو کیا یہ ultra virus to the article 25 of the constitution نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ آگے آ رہا ہے اور آپ کو پتا چل جائے گا۔ اس کے بارے میں یہ بتا دیتے ہیں۔ جی، بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! Punjab Pure Food Ordinance 13۔اگست سے پورے پنجاب میں نافذ کیا جا چکا ہے اور اس کے بعد پورے پنجاب کے اندر اس میں ان کی سزاؤں اور جرمانوں میں اس آرڈیننس کے تحت اضافہ کیا گیا ہے۔ ہم پورے پنجاب کے اندر campaign کر رہے ہیں اور میڈیا میں روز آ رہا ہے کہ اس پر کتنا کام ہو رہا ہے۔

میں نے figures بھی بتائے ہیں کہ ہم نے پورے پنجاب کے اندر کتنے جرمانے کئے ہیں، کتنے samples لئے ہیں اور کتنے لوگ گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے سیل کئے ہیں اور کتنی ایف آئی آر ہوئی ہیں۔ اس آرڈیننس کے ذریعے پورے پنجاب کے اندر کارروائی شروع ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3180 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: محکمہ خوراک کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*3180: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ خوراک کے کتنے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان دفاتر کی عمارات سرکاری ہیں یا کرایہ کی ہیں اگر کرایہ کی ہیں تو ان کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے؟

(ج) ان دفاتر کے سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(د) ان دفاتر کے سربراہان کس کس عہدہ و گریڈ کے ہیں؟

(ہ) ان دفاتر میں کون کون سے فرائض سرانجام دیئے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ خوراک کے چار دفاتر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- ناظم خوراک، پنجاب، 4 لٹن روڈ لاہور، جو سٹیٹ لائف کی بلڈنگ میں واقع ہے۔

2- نائب ناظم خوراک، لاہور ڈویژن۔ 7/2 فرید کوٹ روڈ لاہور پر واقع ہے۔

3- ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر۔ I&II، لاہور، 5/2 فرید کوٹ روڈ پر واقع ہیں۔

4- ان کے علاوہ 4 عدد پی آر سنٹر ہیں:

1-	گلبرگ سنٹر	2-	مغلپورہ سنٹر
3-	رائیونڈ	4-	رکھ چھبیل سنٹر

(ب) صوبائی، ڈویژنل اور ضلعی دفاتر لاہور کرایہ پر ہیں اور ان کا ماہانہ کرایہ درج ذیل ہے:۔

ناظم خوراک پنجاب، لاہور	1,60,400/- روپے
ڈویژنل آفس لاہور	62,500/- روپے
ضلعی مختار خوراک، لاہور۔I:	35,156/- روپے
ضلعی مختار خوراک، لاہور۔II:	21,973/- روپے

جبکہ پی آر سنٹرز گلبرگ، رکھ چھبیل اور رائیونڈ حکومت کی ملکیت ہے اور مغلپورہ سنٹر ریلوے کی اراضی پر واقع ہے جس کی جگہ لیز پر حاصل کی گئی ہے اس کا سالانہ کرایہ 32 ملین 4ہزار 6 روپے ہے۔

(ج) محکمہ خوراک کے قیام کا مقصد عوام کو سستے داموں معیاری آٹا مہیا کرنا ہے اس لئے یہ محکمہ منافع پر نہیں چلتا۔ دفتری امور چلانے کے لئے محکمہ خوراک کے ان دفاتر کو درج ذیل مدات میں سالانہ بجٹ ملتا ہے جس کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

	بجٹ		اخراجات		خالص آمدن	
	2011–12	2012–13	2011–12	2012–13	2011–12	2012–13
نظامت خوراک پنجاب	2,00,01,13,194/-	1,03,97,86,126/-	6,18,25,631/-	7,21,33,168/-	0	0
ڈویژنل آفس، لاہور (تنخواہ والاؤنسز)	1,98,85,300/-	3,91,72,000/-	2,27,88,577/-	2,54,41,987/-	0	0
(پانی، بجلی، سوئی گیس، متفرق وغیرہ (امکانی)	29,68,000/-	31,25,000/-	28,59,875/-	30,59,571/-	0	0
ضلع مختار خوراک، لاہور I & II (تنخواہ والاؤنسز)	3,44,69,600/-	3,99,49,400/-	3,45,99,022/-	3,80,57,566/-	0	0
(پانی، بجلی، سوئی گیس، متفرق وغیرہ (امکانی)	20,28,000/-	13,18,000/-	15,25,563/-	10,58,033/-	0	0
جرمانہ/فیس (ضلع لاہور (I&II)	0	0	0	0	6,10,800/-	8,18,773/-
مراکز ذخائر گندم (بجلی، اجرتی چوکیدار، کرایہ/ لپائی/مرمت گودام، مارکیٹ فیس)	16,53,421/-	7,89,138/-	16,53,421/-	7,89,138/-	0	0
خریداری گندم (لاہور۔I&II)	85,86,79,016/-	91,80,29,554/-	85,86,79,016/-	91,80,29,554/-		

(د)

نمبر شمار	دفاتر کا نام	سربراہ کا عہدہ	گریڈ
1	ناظم خوراک پنجاب، لاہور	ناظم خوراک، پنجاب	19
2	نائب ناظم خوراک، لاہور ڈویژن	نائب ناظم خوراک	18
3	ضلعی دفاتر لاہور۔I&II	ضلعی افسر مجاز خوراک	16
4	پی آر سنٹر مغلپورہ	سٹوریج آفیسر	16
5	پی آر سنٹرز رائیونڈ، رکھ چھبیل، گلبرگ	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر	15

(ہ)

1۔ نظامت خوراک، پنجاب، لاہور

1۔ انتظامی امور

2۔ خریداری گندم کے انتظامات اور فلور ملز کو گندم کے اجراء کی پالیسی پر عملداری

3۔ بنکوں سے قرض اور اس کی واپسی بسلسلہ خریداری اور فروخت گندم۔

4۔ کم پیداواری اضلاع میں گندم کی فراہمی۔
5۔ صوبہ بھر کے اضلاع میں گندم کے آٹے کی مناسب نرخوں پر بآسانی دستیابی کو یقینی بنانا۔

2۔ ڈویژنل آفس، لاہور

حکومت کی پالیسی کے مطابق گندم کی خریداری، گندم کا فلور ملز کو اجراء اور حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر سستے آٹے کی فراہمی کے امور سرانجام دیئے جاتے ہیں جبکہ پی آر سنٹرز پر دوسرے مراکز سے آنے والی گندم کی وصولی، ذخیرہ اور نگہبانی اور فلور ملز کو گندم جاری کرنے کے کام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

3۔ ضلعی دفاتر، لاہور

حکومت کی پالیسی کے مطابق گندم کی خریداری، گندم کا فلور ملز کو اجراء اور حکومت کے مقررہ کردہ نرخوں پر سستے آٹے کی فراہمی کے امور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ پی آر سنٹرز پر دوسرے مراکز سے آنے والی گندم کی وصولی، ذخیرہ اور نگہبانی اور فلور ملز کو گندم جاری کرنے کے کام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

4۔ سنٹرز لاہور

پی آر سنٹرز پر دوسرے مراکز سے آنے والی گندم کی وصولی، ذخیرہ اور نگہبانی اور فلور ملز کو گندم جاری کرنے کے کام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس سوال میں میرا کوئی بھی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3181 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: محکمہ خوراک کے گودام و دیگر تفصیلات

*3181: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں محکمہ خوراک کے کتنے گودام کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان گوداموں میں کتنی گندم سٹور کرنے کی گنجائش ہے اور اس وقت کتنی گندم ان گوداموں میں پڑی ہے۔ یہ گندم کس کس سال اور سیزن کی خریدکردہ ہے؟

(ج) کتنی گندم ان گوداموں میں پچھلے تین سالوں کے دوران خراب ہوئی ہے، یہ کس بناء پر خراب ہوئی اوراس کے ذمہ دار کون کون ہیں؟

(د) ان گوداموں کے سال 12۔2011اور 13۔2012 کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان گوداموں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کا عرصہ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) لاہور محکمہ خوراک کے چار گودام ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام سنٹر
مغلپورہ
گلبرگ
رکھ چھبیل
رائیونڈ

(ب) ضلع لاہور میں مورخہ 2014-02-13 کو 14096.304 ٹن گندم موجود ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام سنٹر	ذخیرہ گنجائش	سکیم گندم	موجود گندم
رائیونڈ	6000ٹن	2012-13	147.780ٹن
		2013-14	1855.885
رکھ چھبیل	22500ٹن	2012-13	11.500ٹن
		2013-14	12081.139ٹن
گلبرگ	9500ٹن	2013-14	1200ٹن
مغلپورہ	63400ٹن	2013-14	37519ٹن
		کل میزان	14096.304ٹن

(ج) ضلع لاہور میں پچھلے تین سالوں میں کوئی بھی گندم خراب نہ ہوئی ہے۔

(د) ضلع لاہور میں ان دو سالوں کے دوران کل 24,42,559 روپے خرچ کئے گئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

	سال 2011-12	سال 2012-13
بجلی بل	147573	116548روپے
لپائی گودام	205225	-روپے
کرایہ گودام	222186	147459روپے
ڈیلی ویجز چوکیدار	75395	59400روپے
مارکیٹ فیس	653168	-روپے

مرمت گودام	187068	۔روپے
مرمت کنڈہ	3845	۔روپے
اخراجات نگہداشت وغیرہ	6430	۔روپے
ٹیلیفون چارجز	118670	6432روپے
پانی بل	18861	89044روپے
کنڈے پاس	15000	16200روپے
ہینڈلنگ چارجز	۔	354055روپے
کل میزان	1653421	789138روپے

(ہ) ضلع لاہور میں گوداموں پر تعینات ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (الف) میں جو محکمہ کی طرف سے جواب آیا ہے اس میں انہوں نے مجھے ضلع کے اندر گندم کی موجودگی کی تفصیل دی ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ جو سٹوریج موجود ہیں وہ سٹور کیا حکومت کی ذاتی ملکیت ہیں یا کرائے پر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس میں سے پوچھنا کیا چاہتی ہیں؟ آپ کوئی particular پوچھ لیں کہ آپ کے پاس یہ جگہ کرائے کی ہے یا اپنے بنائے ہوئے گودام ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جو میرا پہلا سوال تھا اس میں مجھے گوداموں کی detail دی گئی ہے کہ یہ جگہ لیز پر لی گئی ہے اور حکومت کی ملکیت میں ہیں لیکن جب ہم آگے دیکھتے ہیں تو میرا اس سوال کا جو جز (د) ہے اس کے اندر جو detail دی گئی ہے اس میں کرایہ گودام کی مالیت بتائی گئی ہے کہ 12-2011 میں ہم نے 22 لاکھ 21 ہزار 86 روپے ادا کئے ہیں۔ اگر گودام حکومت کی ملکیت ہیں اور لیز پر لئے گئے ہیں تو پھر محکمہ خوراک کرایہ کس چیز کا ادا کرتا ہے؟ میرے پہلے سوال کے جواب میں بتایا گیا تھا کہ ہمارے پاس یہ گودام حکومت کی ملکیت ہیں اور اگر یہ حکومت کی ملکیت ہیں اور لیز پر لئے گئے ہیں تو پھر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ گوداموں کا کرایہ کس لئے دیتے ہیں یعنی گوداموں کا per month یا سالانہ کرایہ کس چیز کا ادا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ اخراجات ہوں گے کرایہ نہیں ہوگا۔ میری بہن اس میں انہوں نے یہ ساری تفصیل دی ہوئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سوال کا جز (د) پڑھ کر سنادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! گودام محکمہ کی ذاتی ملکیت ہیں لیکن زمین ریلوے سے پٹہ یعنی rent پر لی گئی ہے اور زمین کا جو rent جاتا ہے تو یہ کرایہ اس کا لکھا ہوا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب ذرا جز (د) کو ایک دفعہ پھر پڑھ کر سنا دیں تو پھر میں ضمنی سوال کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے تو پہلے کچھ اور order کیا ہوا ہے اب آپ اس کو کیا کرنا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! جز (د) ضلع لاہور میں ان دو سالوں کے دوران کل 24 لاکھ 42 ہزار 559 روپے خرچ کئے گئے ہیں جن کی تفصیل نیچے دی ہوئی ہے۔ بجلی کے بل سال 12-2011 میں 1,47573 روپے اور سال 13-2012 میں 116548 روپے سال 12-2011 میں لپائی گودام 205225 روپے کرایہ گودام 222186 روپے سال 13-2012 میں 147459 روپے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ تو لکھا ہوا جواب ہے، میری بہن! یہ تو آپ خود بھی پڑھ سکتی ہیں۔ اس میں آپ نے اور کیا پوچھنا ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ لکھا ہوا ضرور ہے، آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس چار گودام موجود ہیں اور یہ لیز پر لئے گئے ہیں لیکن جواب میں جو تفصیل بتائی گئی ہے اس کے مطابق آپ اس کا ماہانہ کرایہ بھی ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جس سے مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ گندم کے گودام کو آپ نے کچا رکھا ہوا ہے جس پر لپائی بھی کی جا رہی ہے۔ یہ آپ کس زمانے کی بات کر رہے ہیں؟ ہم اس وقت سال 2015 میں ہیں گندم کی storage لاہور جیسے شہر میں ہو رہی ہے اور اس کو بھی ہم نے لپائی کر کے رکھا ہوا ہے جو کہ محکمہ خوراک پر ایک question mark ہے؟ آج تک حکومت پنجاب گندم کو سٹور کرنے کے لئے storage place کو پکا نہیں کر سکی آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ گودام پرانے بنے ہوئے ہیں، اب محکمہ نئے اور latest گودام یعنی آج کی ضرورت کے مطابق silos بنا رہا ہے۔ ڈیرہ غازی خان

میں 30ہزار میٹرک ٹن کے گودام تقریباً مکمل ہو چکے ہیں۔بہاولپور اور بہاولنگر میں اس سال اس پر کام شروع ہو گیا ہے، یہاں پر بھی 30ہزار میٹرک ٹن کے silos بنائے جا رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے تو لاہور کی بات پوچھی ہے کہ لاہور جیسے بڑے شہر میں اور اس کے علاوہ پورے پنجاب کو سپلائی جاتی ہے وہاں پر کچے گوداموں کا کیا concept ہے؟ میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت پنجاب گورنمنٹ کا تیسرا tenure ہے جہاں پر مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے، اگر آپ ابھی تک چیزوں کو ٹھیک ہی نہیں کر پائے تو پھر question mark تو خود ہی محکموں کی کارکردگی پر آ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ زمین کی payment تو lease لیتے وقت ہی ادا کر دی جاتی ہے، اس کا اب الگ سے کرایہ کیوں mention کیا جا رہا ہے؟ گندم ہمارے کھانے کا ایک اہم جز ہے، اس کی storage پر daily wages پر ملازمین رکھے ہوئے ہیں، آپ نے اس کام کے لئے مستقل چوکیدار کیوں نہیں رکھے آخر اس کی کیا وجوہات ہیں؟ جواب میں تو لکھ دیا گیا ہے کہ لپائی کے کام کے لئے 20لاکھ 5ہزار 225روپے خرچہ آیا ہے۔ پھر اس کے بعد کرایہ گودام آ گیا ہے، اس کے بعد daily wages چوکیداروں کا خرچہ آ گیا ہے، اس کے بعد پھر مرمت گودام کا خرچہ بھی لکھ دیا گیا ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا لپائی مرمت میں نہیں آتی کیونکہ مرمت کے اخراجات علیحدہ سے لکھ دیئے گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہوں گی کہ وزیر موصوف کے پاس اگر ٹائم نہیں ہوتا تو کم از کم آپ کو چاہئے کہ آپ محکمہ کی کارکردگی پر چیک رکھیں تاکہ حکومت کی کارکردگی متاثر نہ ہو۔ حکومت آج تک صحیح طرح سے deliver نہیں کر پائی جس کا نقصان عوام کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ محکموں کے اندر لاکھوں، اربوں روپے کی کرپشن ہمارے سامنے آ رہی ہے۔ بے شمار دفعہ اس معزز ایوان کے اندر محکموں کی طرف سے غلط بیانی سے کام لیا گیا لیکن اس پر کوئی ایکشن نہیں لے سکے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایکشن لیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں چیلنج کے ساتھ کہتی ہوں کہ بے شمار دفعہ ایسا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں ثبوت بھی لے کر آئی لیکن اس پر کوئی ایکشن نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسے الزام نہیں لگاتے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ان کا جواب ابھی تک محکموں کی طرف سے نہیں آیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے آپ کے سوال کا جواب تو پوچھ لوں، آپ نے تو اتنا لمبا سوال کر دیا ہے، یہ آپ کا ضمنی سوال تو ویسے ہی نہیں بنتا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ آپ سے لاہور کے متعلق پوچھ رہی ہیں اس کے متعلق آپ ان کو بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ جو زمین لیز پر لی گئی ہے اس کا محکمہ کرایہ ادا کرتا ہے، دوسرا جو انہوں نے کچے گوداموں کی بات کی ہے یہ گودام کچے نہیں ہیں بلکہ ان کی لپائی کا خرچہ ہے۔ جہاں تک گوداموں کی لپائی کا تعلق ہے وہ fumigation کے لئے کئے جاتے ہیں تاکہ گندم کو محفوظ کیا جا سکے۔ جہاں تک عارضی ملازمین کا تعلق ہے وہ گندم کی loading unloading کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ جب گندم کی loading unloading کی ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت ان کو بلایا جاتا ہے یا رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 4577 چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5057 ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب شوکت علی لالیکا کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: : جناب سپیکر! سوال نمبر 5232 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب شوکت علی لالیکا کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹیٹرا پیک دودھ میں ملاوٹ سے متعلقہ تفصیلات

*5232: جناب شوکت علی لالیکا: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ دودھ میں ٹیٹرا پیک کے تمام برانڈز کے کولیکشن سنٹر پر یوریا کھاد، پاؤڈر اور فیملیز پاؤڈر ملائے جاتے ہیں اگر یہ درست ہے تو حکومت اس کی روک تھام کے لئے کیا اقدام اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ):

پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012 فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں تک صاف اور معیاری اشیاء خوردونوش کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے جبکہ لاہور کی حدود میں کوئی دودھ کے کسی بھی برانڈز کے کولیکشن سنٹر موجود نہیں تاہم پھر بھی ادارہ ہذا کی جانب سے احتیاط برتتے ہوئے پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں دودھ میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف سرگرم ہے۔اس سلسلے میں پنجاب فوڈ اتھارٹی شہر کے مختلف مقامات پر چھاپے مار رہی ہے تاکہ چور راستوں سے ملاوٹ شدہ دودھ لانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جاسکے اور ٹیٹرا پیک کے حوالے سے اب تک Dairy Omung، Dairy Pure، Nestle Milk Pack اور Haleeb Milk Pack کے نمونہ جات لے کر لیبارٹری سے ٹیسٹ کروائے گئے لیکن یہ نمونہ جات فیل ہو گئے تھے۔ Engro(Pvt)Ltd. کی Dairy Omung کو غیر معیاری اور مس لیبل کی بنیاد پر مارکیٹ سے اٹھوالیا گیا تھا اور یہ مقدمہ ابھی بھی لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی طرف سے ان تمام کمپنیوں کو ہدایات جاری کی گئیں کہ تمام پروڈکٹس کو حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق محفوظ کیا جائے اور بعد ازاں دوبارہ نمونہ جات ٹیسٹ کے لئے بھیجے گئے جس میں یہ نمونہ جات پاس قرار پائے۔اس کے علاوہ کھلے دودھ کے حوالے سے لاہور شہر کے داخلی راستوں جن میں سگیاں پل، بابو صابو ایکسچینج، روہی نالہ، ہربنس پورہ، جلو موڑ، بیگم کوٹ اور ٹھوکر نیاز بیگ اور دیگر راستوں پر متعدد ناکے لگا چکی ہے اور پنجاب فوڈ اتھارٹی نے مضر صحت دودھ کے 5381 نمونہ جات لے کر لیبارٹری سے ٹیسٹ کروائے گئے جس میں سے 2189 نمونہ جات فیل پائے گئے اور اس ضمن میں فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کارروائی عمل میں لاتے ہوئے 82988 لیٹر مضر صحت دودھ ضائع کیا جا چکا ہے جبکہ ضلع لاہور میں موجود دودھ کی دکانوں سے 26674 لیٹر مضر صحت دودھ ضائع کیا گیا اور بعد ازاں اس یقین دہانی کے ساتھ ان

لوگوں کو دودھ کے کاروبار کی اجازت دی گئی کہ آئندہ دودھ میں ملاوٹ نہیں کی جائے گی اور فوڈ اتھارٹی کی جانب سے گاہے بگاہے ان دکانوں کو چیک کیا جاتا ہے۔

پنجاب فوڈ اتھارٹی لاہور کے تمام داخلی راستوں پر باقاعدہ چیکنگ کے لئے فیلڈ ٹیمز کو باقاعدہ ہدایات جاری کی جا چکی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کے لئے گئے دودھ کے نمونہ جات میں ابھی تک یوریا کھاد، پاؤڈر اور فیملیز پاؤڈر کی ملاوٹ نہیں پائی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ جواب میں نیسلے، حلیب اور اینگرو جیسی کمپنیوں کو بھی کہا گیا کہ ان کے دودھ کے سیمپل صحیح نہیں پائے گئے۔ پچھلے دنوں پنجاب فوڈ اتھارٹی نے جن ہوٹلوں کو اور جن food outlets کو پکڑا ان کو باقاعدہ میڈیا میں بھی لایا گیا، اچھا کام کیا بلکہ لوگوں کو educate کیا کہ وہ کیا کھا رہے ہیں؟ میں نے اس معزز ایوان میں کئی دفعہ یہ کہا ہے کہ دودھ چیک کرنے کے لئے موبائل لیبارٹریز بنائی جائیں جو کہ اتنا بڑا خرچہ نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ ساٹھ ستر لاکھ روپے میں موبائل لیبارٹری بن جاتی ہے۔ اس سلسلے میں بھی میں آپ کی توجہ چاہوں گا آپ اس سوال کا جواب پڑھ لیں کہ پہلے اس کے سیمپل غلط ثابت ہوئے لیکن عوام کو نہیں بتایا گیا کہ ان کمپنیوں کا دودھ مضر صحت تھا، پھر دوبارہ انہی کمپنیوں کے دودھ کو لیبارٹری نے ok کر دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر تو جیسا کہ میں نے بار بار کہا ہے کہ اگر یہ دودھ site پر ہی چیک ہو جائے، موبائل لیبارٹری وہیں اس دودھ کو ٹیسٹ کر لے اور وہیں اس کی رپورٹ دے دے تو کیا اس مسئلے سے بچا نہیں جا سکتا۔ پوری دنیا میں یہی طریق کار ہے کہ دودھ کو وہیں site پر چیک کیا جاتا ہے لیکن ہم آج تک یہ site laboratories نہیں بنا سکے۔ جو موبائل لیبارٹری ہوتی ہے اس کا پتا بھی نہیں ہوتا کہ اس نے کہاں جا کر کس کو پکڑنا ہے، یہ بڑا عام سا کام ہے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی تجویز ہے یا ضمنی سوال ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تجویز نہیں ہے۔ جب ان کمپنیوں کا دودھ غلط ثابت ہو گیا تو میرا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا عوام کو educate کیا گیا، دوسرا سوال یہ ہے کہ جب انہی کمپنیوں کا دودھ پاس کر دیا گیا تو وہ کیسے پاس ہو گیا، تیسرا سوال یہ ہے کہ موبائل لیبارٹریز آج تک کیوں نہیں بنیں؟ جیسے کسٹم کا vigilant wing کام کرتا ہے، vigilant wing علیحدہ سے کام کرتا ہے وہ یہ نہیں بتاتا کہ انہوں نے آج کہاں سے container چیک کرنا ہے؟ کیا یہ اتنا بڑا کام ہے اس پر یہ میرے تین سوال ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انہوں نے جو تجویز دی ہے آپ ان کو کچھ بتادیں کہ اس کے بارے میں کیا ہو سکتا ہے یہ تو ایک تجویز ہے ضمنی سوال تو نہیں کہہ سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: تجویز اچھی ہے لیکن ضمنی سوال نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کے بارے میں بتائیں آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! سیمپل جہاں سے چیک کروائے گئے ہیں وہ برطانیہ کی رجسٹرڈ شدہ لیبارٹری ہے اور وہاں پر یہ نمونے بھیجے گئے ہیں۔ جب لیبارٹری بتاتی ہے کہ یہ نمونہ فیل ہے تو ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔ انہوں نے جو دوسرا سوال کیا کہ موبائل لیبارٹریز ہونی چاہئیں اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس وقت ہر ضلع کے اندر فوڈ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور ہر ضلع کے اندر دودھ کی چیکنگ کے لئے موبائل یونٹ بنائے گئے ہیں اور موقع پر دودھ چیک کیا جاتا ہے۔ میں ایک ضلع کی مثال دیتا ہوں کہ ساہیوال کے اندر تقریباً دولاکھ لٹر دودھ چیک کرنے کے بعد ضائع کیا گیا اور ٹیسٹ کے لئے 148 نمونہ جات لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 5252 جناب محمد نعیم انور کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 5439 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سیلاب سے خراب ہونے والی گندم سے متعلقہ تفصیلات

*5439: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں حالیہ سیلاب 2014 کی وجہ سے کس کس جگہ گندم خراب ہوئی، اس کی تفصیل گودام وار بتائیں؟

(ب) سیلاب اور بارشوں کے پیش نظر محکمہ نے گندم کو محفوظ کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے تھے؟

(ج) کیا حکومت اس خراب ہونے والی گندم کے ذمہ داران کے خلاف تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) الحمدللہ 2014 کے سیلاب میں صوبہ بھر میں گندم خراب نہ ہوئی تھی۔

(ب)

I) گندم کو سیلاب سے محفوظ کرنے کے لئے محفوظ جگہ پر سنٹر قائم کئے گئے تھے۔
II) سیلاب کی زد میں آنے والے سنٹروں کے ارد گرد حفاظتی بند باندھے گئے تھے۔
III) بارش سے گندم کو محفوظ کرنے کے لئے گنجیوں کو ترپالوں / کٹس سے ڈھانپا گیا تھا۔
IV) بارش کے پانی کی نکاسی کے لئے نالیاں بنائی گئی تھیں۔
V) پانی کے نکاس کے لئے پمپس کا بھی انتظام رکھا گیا تھا۔
VI) بندوں کی پختگی کے لئے سنٹروں پر مشینری کا انتظام کیا گیا تھا۔

(ج) چونکہ پنجاب میں محکمہ کی ذخیرہ کردہ گندم خراب نہیں ہوئی اس لئے تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں ہے کہ سیلاب کی زد میں آنے والے سنٹروں کے ارد گرد حفاظتی بند باندھے گئے تھے۔ کیا معزز پارلیمانی سیکرٹری کے پاس لسٹ ہے اور ہمارے ساتھ share کریں گے کہ سیلاب کی زد میں آنے والے سنٹرز کہاں کہاں تھے؟

جناب سپیکر: کیا؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ سیلاب کی زد میں آنے والے سنٹروں کے ارد گرد حفاظتی بند باندھے گئے تھے۔ میرا سوال یہ ہے کہ سیلاب کی زد میں آنے والے سنٹر کون کون سے تھے اور کہاں کہاں پر واقع تھے؟

جناب سپیکر: آپ particular پوچھیں پھر میں بھی ان سے پوچھوں گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ جو سنٹر سیلاب کی زد میں آئے ہیں وہ کہاں تھے؟

جناب سپیکر: جہاں جہاں بھی ہوں گے انہوں نے سب جگہوں کو اس طرح قابو کیا ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ انہوں نے جو پوچھا تھا اس کے مطابق ہم نے ہاؤس کو بتا دیا ہے کہ جس جگہ گوداموں کے لئے حفاظتی بند بنانے کی ضرورت تھی ہم نے وہ بنائے ہیں۔ یہ نیا سوال کر کے اس کی تفصیل پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اگر آپ particular پوچھتے تو میں بھی ان سے پوچھتا۔

سردار وقاص حسن موکل: چلیں! جی، میں ان سے یہ تو پوچھ سکتا ہوں چونکہ اس کا مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ 2014 میں سیلاب کہاں پر آیا تھا۔ خدانخواستہ لاہور میں تو نہیں آیا تھا بلکہ شمالی پنجاب میں ہی آیا تھا۔ سوال کرنے کا میرا مقصد صرف یہ ہے کہ خدانخواستہ جب سیلاب آئے تو کوئی چیز نہیں بچتی۔ اس میں تو کوئی بحث نہیں ہے اور یہ fresh question بھی نہیں ہے۔ یہ سیلاب والے سنٹر کیسے ہیں جو سیلاب سے بچ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: ان کو جہاں جہاں خدشات ہوں گے کہ یہاں سیلاب مار کر سکتا ہے یقیناً وہاں انہوں نے بند بنائے ہوں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! exact لفظ دیکھ لیں کہ سیلاب کی زد میں آنے والے سنٹر، خدشہ اور لفظ ہے جبکہ زد اور لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان سنٹروں میں سیلاب کا پانی آیا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ بچ گئے۔

جناب سپیکر: انہیں اس بات کا پتا ہے۔ جہاں جہاں ان کو نظر آتا ہے کہ اس جگہ یہ نقصان ہو سکتا ہے تو انہوں نے یقینی طور پر اس کا پہلے بندوبست کیا ہو گا۔ اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ابھی تو میرے سوال کا جواب ہی نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی کیا کہا؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں۔ اب میں اگلے سوال پر پہنچ گیا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں تو انتظار کر رہا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کو particular سوال پوچھنا چاہئے تھا۔ آپ نے کوئی particular جگہ نہیں پوچھی تو میں ان سے کیسے پوچھتا۔ اب وہ سارے پنجاب کی بات کیسے بتائیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ان کے دیئے ہوئے جواب پر ہی سوال کر رہا ہوں لیکن وہ اس کا جواب نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا تو دیا ہے۔ آپ ایسے نہ کریں۔ میں اگلے سوال پر آ گیا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب آپ اس کو چھوڑ دیں۔ اگر پوچھنا چاہتے ہیں تو اگلے سوال پر پوچھ لیں۔ آپ اگلے سوال پر آ جائیں اگر اس میں کوئی ضمنی سوال بنتا ہوا تو یقیناً آپ کو دوں گا۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 5440 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: شوگر سیس فنڈ سے تعمیر شدہ منصوبوں سے متعلقہ تفصیلات

*5440: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں یکم جنوری 2012 سے آج تک شوگر سیس فنڈ جن منصوبہ جات پر خرچ ہوا ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) یہ منصوبے کس کس کی سفارش پر منظور کئے گئے؟

(ج) کتنے منصوبے مجاز اتھارٹی کی منظوری سے اور کتنے اس کی بغیر منظوری کے شروع کئے گئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) ضلع گجرات میں یکم جنوری 2012 سے آج تک شوگر سیس فنڈ تین سکیموں / منصوبہ جات پر خرچ ہوا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سکیموں کے نام	لاگت (ملین روپے)
1	تعمیر سڑک ٹاہلی صاحب تر کھار وڈ تا حفاظتی سیلابی بند	2.674
2	مرمت سڑک گجرات سر گودھا تا کاہنہ	3.063
3	تعمیر ٹنل منگووال چک گلن روڈ	0.568

(ب) یہ منصوبے ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی گجرات کی سفارشات سے منظور کئے گئے جن کے ممبران شوگر ملوں اور کسانوں کے نمائندے ہوتے ہیں۔ نوٹیفکیشن کی کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تین منصوبہ جات اتھارٹی کی منظوری سے شروع کئے گئے اور ایسا کوئی منصوبہ نہ ہے جو کہ مجاز اتھارٹی کی بغیر منظوری کے شروع کیا گیا ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) کے جواب میں تین سکیموں کے نام دیئے ہوئے ہیں تعمیر سڑک، مرمت سڑک اور تعمیر ٹنل۔ اس میں پہلے تعمیر سڑک ٹاہلی صاحب تر کھار وڈ تا حفاظتی سیلابی بند ہے یہ اس کی کوئی measurement بتادیں۔ یہ سڑک تھی تو کتنی لمبی تھی اور بند تھا تو اس کی کیا height ہے؟ اس کی کیا width ہے اس کے کیا parameters ہیں؟ انہوں نے جواب میں دیا ہوا ہے اس لئے اب یہ fresh question نہیں ہے۔ اگر جواب میں دیا ہوا ہے تو ان کے پاس اس کی background کی information بھی ہونی چاہئے کہ یہ کتنے کلو میٹر لمبی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کے سوال کا مکمل طور پر جواب دے دیا ہے اگر آپ اس میں کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے پتا لگنا چاہئے کہ تعمیر پر جو 26 لاکھ روپیہ لگا ہے اس سے بنا کیا ہے؟ فٹ کی سڑک تھی یا کلو میٹر کی تھی۔ یہ تو میرا حق ہے اور محکمے نے پیسے لگائے ہیں، انہیں بھی خیرات نہیں ملی اور انہوں نے بھی آگے کسی کو نہیں دی۔

جناب سپیکر: جی، پوچھتے ہیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! محکمہ کس قسم کی تیاری کر کے آیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں وہ اپنی پوری تیاری کر کے آتے ہیں۔ آپ ایسے نہ کہیں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا کام پیسے ملوں سے لینا اور ضلع کو دے دینا ہے۔ کمیٹی میں ضلعی انتظامیہ کے ساتھ کسان بھی شامل ہوتے ہیں یہ بقایا کام فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا نہیں ہے بلکہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا ہے کہ سڑک کتنی لمبی اور کتنی چوڑی بنی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر محکمہ کسی subsequent department کو پیسے دیتا ہے تو کیا ان سے کچھ نہیں لیتا تو پھر آڈٹ کس چیز کا نام ہے؟ اسی چیز کا نام ہے کہ تمہیں اتنے پیسے دیئے ہیں ان کا بتاؤ کہ کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا۔ اگر محکمہ فوڈ نے پیسے دے دیئے ہوئے ہیں تو یہ کس طرح چلا رہے ہیں کہ پیسے دے دیئے اور اس کے بعد accountability کوئی نہیں ہے لگے ہیں یا نہیں لگے، صحیح لگے ہیں یا نہیں، ضرورت بھی تھی کہ نہیں تھی اور کوئی procedure ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں۔ آپ ان کے محکمے سے متعلقہ سوال پوچھیں۔

سردار وقاص حسن موکل: چلیں! میں اس طرح پوچھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں لیکن آپ کا یہ سوال relevant نہیں بنتا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کیا بتا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ فنڈز کی implementation ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کمیٹی کے ذریعے ہوتی ہے جس میں کسان بھی شامل ہوتے ہیں اور یہ اس کا کام ہے۔ اگر انہوں نے صرف لمبائی پوچھنی ہے تو میں بتا دیتا ہوں کہ پہلی سڑک کی لمبائی 2050 فٹ ہے اور دوسری سڑک کی لمبائی تین کلو میٹر ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5772 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے چودھری اشرف علی انصاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ: فوڈ اتھارٹی سے متعلقہ تفصیلات

*5772: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا قیام کب عمل میں لایا گیا اور اس کے دفاتر پنجاب میں کن کن شہروں میں بنائے گئے ہیں؟

(ب) گوجرانوالہ میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دفتر کہاں پر بنایا گیا ہے نیز اس دفتر میں کون کون سے آفیسرز اور اہلکاران کون کون سی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں؟

(ج) گوجرانوالہ میں پنجاب فوڈ اتھارٹی نے کھانے، پینے کی اشیاء میں ملاوٹ روکنے کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(د) پنجاب فوڈ اتھارٹی نے گوجرانوالہ میں یکم جنوری 2014 سے آج تک کھانے، پینے کی اشیاء میں ملاوٹ چیک کرنے اور ملاوٹ روکنے کے لئے کتنے چھاپے کن کن جگہوں پر مارے۔اس دوران کون کون سے لوگ ملاوٹ میں ملوث پائے گئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012 پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں تک صاف اور معیاری اشیاء خوردونوش کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے اور لاہور میں فوڈ اتھارٹی کا دفتر ایم ایم عالم روڈ گلبرگ۔III میں واقع ہے۔ ضلع لاہور میں مختلف ہوٹلز، ریسٹورنٹس، بیکری، فیکٹری اور دیگر اشیاء خوردونوش فروخت کرنے والوں کو بلا امتیاز چیک کر رہی ہے اور صاف ستھری خوراک کے حصول کے لئے سخت کارروائی عمل میں لائے ہوئے ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔

(د) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! آخر میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس کا دائرہ کار باقی شہروں تک بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟ کیونکہ ہماری پنجاب فوڈ اتھارٹی لاہور نے جتنے کارنامے انجام دیئے ہیں جس طرح پتا چلا کہ فوڈ پوائنٹس پر لوگوں کی صحت سے کیسے کھیلا جاتا ہے، صرف پیسے کے چکر میں عوام کو کیا گند بلا کھلایا جا رہا ہے اور یہ کریڈٹ ہماری پنجاب فوڈ اتھارٹی کے آفیسرز کو جاتا ہے لہٰذا میری یہ خواہش ہے اور حکومت سے گزارش بھی ہے کہ اس کا دائرہ کار بڑھا کر پنجاب کے تمام شہروں تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ ضمنی سوال پوچھیں تاکہ ان سے جواب لیا جائے۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار پنجاب کے باقی شہروں تک کب تک پھیلایا جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں وہ پہلے بھی بتا چکے ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ سوال پہلے بھی ہو چکا ہے اور اس پر میں نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے کہ Punjab Pure Food Ordinance 13-اگست 2015 سے پورے پنجاب کے اندر نافذ العمل ہے اور میں نے اس میں بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ ہم نے 64131 سیمپل collect کئے اور 2 کروڑ 70 لاکھ روپے ہم نے جرمانہ کیا۔ ہم نے 5011 ایف آئی آر درج کروائیں۔ یہ figures پچھلے یکم اگست سے اب تک کی ہیں۔ اسی طرح 777 لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ تفصیل آپ پہلے بتا چکے ہیں اس کو چھوڑ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ ساری تفصیل پہلے بتا دی گئی ہے اور یہ Ordinance مورخہ 13-اگست سے پورے پنجاب کے اندر نافذ العمل ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 5773 بھی چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5840 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں گندم کے ریٹ سے متعلقہ تفصیلات

*5840: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال گندم کا ریٹ مقرر کرتی ہے تاکہ غریب کسان کو گندم کی فصل کی مناسب قیمت مل سکے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب بھر کے چھوٹے کسان سے گندم گورنمنٹ کے مقرر کردہ ریٹ پر نہیں خریدی جاتی جس سے وہ غریب پستا ہی جا رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت کوئی ایسا سسٹم متعارف کرانا چاہتی ہے کہ پنجاب بھر کے ساڑھے بارہ ایکڑ تک کے کاشتکار سے محکمہ خود ہی سرکاری ریٹ پر گندم خریدے تاکہ وہ مظلوم، مڈل مین کے ظلم و ستم سے محفوظ رہ سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) یہ درست ہے کہ گندم خریداری کا ریٹ ہر سال حکومت کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب کا بنیادی مقصد کاشتکاران کو ان کی محنت کا معقول معاوضہ دلوانا اور صوبہ میں فوڈ سکیورٹی کے تحت گندم سٹاک کرنا ہے تاکہ عام صارفین کو آٹا حکومت کے مقررہ نرخ پر بآسانی اور وافر مقدار میں دستیاب ہو اسی لئے حکومت کی طرف سے ایسی پالیسی مرتب کی جاتی ہے کہ گندم مڈل مین، آڑھتی کی بجائے اصل کاشتکار سے خرید کی جائے۔ محکمہ اصل کاشتکار سے گندم خرید کرنے کی خاطر ہر گندم خریداری مرکز پر علاقہ کے کاشتکاران کے ناموں کی لسٹ ضلعی انتظامیہ (محکمہ مال) کے تعاون سے مرتب کرتا ہے اور ضلعی انتظامیہ (محکمہ مال) کی طرف سے نامزد کردہ عملہ کی

طرف سے سفارشات کی روشنی میں اصل کاشتکار سے گندم حکومت کی مقرر کردہ قیمت خرید 1300 روپے فی 40 کلو گرام پر خرید کی جا رہی ہے۔ چھوٹے کاشتکاروں کی سہولت کے لئے 50 بوری تک گندم سنٹر پر بھرائی کر کے خرید کی جاتی ہے اور 50 بوری تک باردانہ شخصی ضمانت پر دیا جاتا ہے۔ مزید برآں 50 بوری تک گندم کی قیمت کی فوری ادائیگی بذریعہ بنک نقد ادا کی جاتی ہے، جس کے لئے اکاؤنٹ کھلوانا ضروری نہیں ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے حکومت کی طرف سے ایسی پالیسی مرتب کی جاتی ہے کہ گندم مڈل مین، آڑھتی کی بجائے اصل کاشتکار سے خرید کی جائے۔ محکمہ اصل کاشتکار سے گندم خرید کرنے کی خاطر ہر گندم خریداری مرکز پر علاقہ کے کاشتکاران کے ناموں کی لسٹ ضلعی انتظامیہ (محکمہ مال) کے تعاون سے مرتب کرتا ہے اور ضلعی انتظامیہ (محکمہ مال) کی طرف سے نامزد کردہ عملہ کی طرف سے سفارشات کی روشنی میں اصل کاشتکار ہی سے گندم خرید کی جاتی ہے جس کے لئے کاشتکار کو فی ایکڑ آٹھ بوری تک باردانہ جاری کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! جز (ب) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے اس سال چھوٹے کاشتکاروں سے کتنی گندم خریدی نیز کتنے کاشتکاروں کو بغیر اکاؤنٹ کھلوائے کتنی رقم نقد ادا کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! محترمہ نے جو سوال پوچھا تھا اس کا ہم نے جواب دے دیا ہے۔ ابھی انہوں نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے یہ fresh question بنتا ہے۔ معزز ممبر اس سوال سے متعلق کوئی تفصیل جاننا چاہتی ہیں تو میں بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنے ضمنی سوال میں کیا پوچھا ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! جز (ب) میں چھوٹے کاشتکاروں کے حوالے سے پوچھا گیا ہے اور میں نے اسی سے متعلق ضمنی سوال کیا ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں سے کتنی گندم خریدی گئی ہے؟ یہ بالکل relevant ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا بلکہ اس کے لئے تو آپ fresh question دیں۔ آپ تو پورے پنجاب کی تفصیل پوچھنا چاہتی ہیں۔ آپ fresh question دیں تو پھر محکمہ سے اس کا جواب لے لیا جائے گا۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جی، بہتر ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر محترمہ حنا پرویز بٹ نے مزید کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا تو آپ پوچھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ کاشتکاروں سے گندم حکومت کی مقرر کردہ قیمت خرید -/1300 روپے فی 40 کلو گرام پر خرید کی جا رہی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا کسانوں سے گندم خریدی گئی اور اگر خریدی گئی تو بازار میں ریٹ -/1100 روپے فی 40 کلو گرام کیوں ہوا؟ میں پوری ذمہ داری سے یہ سوال کر رہا ہوں۔ آپ بھی بزنس کو سمجھتے ہیں کہ اگر کسی ریٹ پر stock absorb ہو گیا تو پھر اس کے بعد بازار میں ریٹ گرا کیسے؟ جواب میں کہا گیا ہے کہ ہم نے گندم -/1300 روپے فی 40 کلو گرام کے حساب سے خرید لی ہے اگر اس بات کو مان لیا جائے تو پھر بازار میں ریٹ گرا کیوں؟ آپ خود ایک اچھے زمیندار ہیں تو آپ بتائیں کہ کیا بازار میں گندم کا ریٹ نہیں گرا، آڑھتی کے پاس پھر کیوں availability گئی اور کیوں مال گیا؟

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔ آپ میرے متعلق بات نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: الحمد للہ میں بھی زمیندار ہوں۔ چلیں، میں اپنی بات کرتا ہوں کہ میری گندم کا ریٹ کیوں گرا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے محکمہ خوراک کو 40 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدنے کا target دیا تھا۔ تقریباً 86 فیصد چھوٹے زمیندار یعنی ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین رکھنے والے کاشتکار ہیں۔ محکمہ خوراک کی طرف سے خصوصی طور پر چھوٹے زمینداروں کو پوری طرح facilitate کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم نے شخصی گارنٹی کے اُوپر باردانہ جاری کیا ہے۔ انتظامی طور پر گندم خریدنے کے تمام مراکز کی کڑی نگرانی کی گئی اور کوشش کی گئی کہ چھوٹے زمینداروں سے زیادہ سے زیادہ گندم خریدی جائے۔ یہ درست ہے کہ بعد میں گندم زیادہ ہونے کی وجہ سے مارکیٹ میں گندم کا ریٹ کم ہو گیا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ 14 لاکھ ٹن گندم یوکرائن سے import کی گئی۔ میرے محترم پارلیمانی سیکرٹری یہ بات نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں لیکن ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگوں کو پتا ہے کہ اس 14۔لاکھ ٹن import کی گئی گندم نے مارکیٹ میں تباہی پھیر دی۔ آج تک پتا نہیں چل سکا کہ وہ import license کس نے دیا تھا؟ اس کے بعد یہ ہوا کہ پچھلے سال کا جو backlog stock تھا وہ ہم release نہیں کر سکے۔ جب وہ stock release نہیں ہوا تو پھر ہماری اتنی capacity نہیں تھی کہ ہم پوری گندم خرید سکتے۔ محکمہ نے go slow policy اپنائی۔ جب محکمہ go slow پر گیا تو کسان کو تباہی کا سامنا کرنا پڑا اور آڑھتی نے اس کو لوٹ لیا۔ یہ اصل حقائق ہیں۔ اب جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ کیا حکومت آئندہ کے لئے کوئی ایسا طریق کار بنائے گی کہ وہ کسانوں سے گندم کا پورا سٹاک خرید لے اس طرح کم از کم کسان کو ریٹ تو صحیح مل سکے گا۔ کیا حکومت کا کوئی ایسا پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس کی بہتری کے لئے اگلے سیزن سے پہلے اپنی تجاویز دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ محکمہ پوری کوشش کرے گا کہ زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ facilitate کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Wheat Procurement کی جو کمیٹی بنی تھی میں اس کا حصہ رہا ہوں تو اس لئے میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے جوش خطاب میں جو بات کی ہے کہ گندم import کرنے کی وجہ سے تباہی ہو گئی، یہ بات حقائق کے مطابق درست نہیں ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا کہ 14۔لاکھ ٹن گندم import کی گئی ہے۔ پتا نہیں انہوں نے یہ figures کہاں سے لی ہیں؟ صرف 6.5 لاکھ ٹن گندم import ہوئی اور وہ سندھ حکومت نے کی ہے۔ جب پنجاب حکومت کے نوٹس میں یہ بات آئی تو ہم نے باقاعدہ وفاقی حکومت سے agitate کیا اور اس کو رُکوایا۔ اس مرتبہ پنجاب حکومت نے بڑی hectic efforts کر کے کسان کو تباہی سے بچایا ہے۔ یہ بات کہی جا رہی تھی کہ اس مرتبہ گندم کا ریٹ نو سو، ساڑھے نو سو یا ایک ہزار روپے سے نیچے آ جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ international level پر گندم کی قیمتیں گر گئیں۔ اس وقت صورتحال یہ تھی کہ اگر آپ یوکرائن سے پاکستان میں گندم import کرتے تو یہاں پر

اس کی پہنچ ایک ہزار روپے سے کم پڑتی تھی۔ جب international level پر گندم کی قیمتیں گری ہیں تو خطرہ یہ تھا کہ اس کا effect پاکستان اور صوبہ پنجاب پر بھی آئے گا۔ محکمہ خوراک کی یہ ذمہ داری اور capacity نہیں کہ گندم کی جتنی پیداوار ہو وہ تمام کی تمام خریدے۔ محکمہ خوراک کا ہر سال مقصد اور object یہ ہوتا ہے کہ وہ مارکیٹ میں موجود رہے اور مارکیٹ میں موجود رہ کر قیمت کو stable کرے۔ محکمہ خوراک کوئی go slow نہیں تھا۔ بالکل ایک بڑے منظم انداز سے گورنمنٹ نے مارکیٹ میں اپنی entry کی، اس کے بعد حکومت مارکیٹ میں موجود رہی اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ 800 یا 900 روپے گندم کے ریٹ کی باتیں ہو رہی تھیں تو ریٹ کسی وقت بھی 1200 سے نیچے نہیں گیا۔ جب تک محکمہ خوراک موجود رہا تو یہ 1200 سے اوپر رہا یعنی 1250 یا 1260 روپے پر رہا۔ اس طرح سے گورنمنٹ نے ایک منظم کوشش کر کے کسان کو اس مرتبہ گندم میں بچایا ہے۔ جس طرح چاول اور کاٹن میں نقصان ہوا ہے تو گورنمنٹ نے جو کسان پیکج دیا ہے اس میں چاول خریدنے والوں نے کہا کہ 34۔ارب روپیہ loan ہے اس لئے اگر آپ اس کو reschedule کروا دیں تو ہم کسان سے دوبارہ فصل خریدیں گے اور اس سے کسان کا استحصال یا نقصان نہیں ہوگا۔ یہ 34۔ارب روپے کو reschedule کرنا کسان پیکج کا حصہ ہے۔ اسی طرح سے ہر کسان جس کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے نیچے ہے اُس نے اگر دو تین ایکڑ چاول یا دو ایکڑ کاٹن لگائی ہوئی ہے تو میں مانتا ہوں کہ کسان کو پچاس ہزار روپے loss ہوا ہے تو چلو 25/30 ہزار روپے اس کے گھر net cash جائے گا۔ اب subsidy بھی تو دی جاتی ہے لیکن کسانوں کے نمائندوں کا یہ دعویٰ یا ان کا agitation تھا کہ 60 فیصد subsidy اِدھر اُدھر ہی ہو جاتی ہے اور کسان تک صرف 30/40 فیصد پہنچتی ہے۔ اس پر وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے فیصلہ کیا کہ ہم کسان کو براہِ راست subsidy دیں گے اور 40۔ارب روپیہ چھوٹے کسانوں میں تقسیم ہونا تھا۔ ایک طرف اُن لوگوں نے جنہوں نے پہلے دن کہا کہ یہ package بالکل فضول ہے اور اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ جب دوسرے تیسرے دن پتا چلا کہ اس سے کسان کا نقصان بھی پورا ہوگا اور اس سے وہ خوش بھی ہوگا تو پھر کہنے لگے کہ یہ الیکشن میں دھاندلی کے مترادف ہے۔ اس شور شرابے کی بنیاد پر الیکشن کمیشن نے نوٹس لیا اور کسان package پر عملدرآمد suspend کر دیا جس پر وفاقی حکومت اور کسانوں کی تنظیمیں بھی اب سپریم کورٹ میں جا رہی ہیں۔ ایک طرف اس قسم کی گفتگو کر کے دوسری سیاسی پارٹیوں کے بڑے لیڈر جو ایک رحیم یار خان سے چلا، دوسرا کل اوکاڑہ میں کھڑا ہوا جس کو پتا ہی نہیں ہے کہ کسانوں کے problems کیا ہیں؟ جتنی بھی انہوں نے

راستے میں تقاریر کی ہیں کسی ایک problem کا انہوں نے ذکر نہیں کیا لیکن وہی ہلہ گلہ سیاست، یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ ایک طرف کسانوں کو نقصان پہنچانے اور مروانے میں یہ لوگ شامل ہیں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم کسان کے بڑے ہمدرد ہیں اس لئے میں یہ بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت نے گندم کی procurement کے موقع پر پوری سنجیدگی کے ساتھ کسان کو نقصان سے بچایا ہے۔ اللہ کرے کہ سپریم کورٹ غریب کسانوں کی بات سنتے ہوئے الیکشن کمیشن کی طرف سے کسان package کے suspension کا آرڈر ختم کرے، اس سے انشاء اللہ تعالیٰ کسان کو بہت فائدہ ہوگا اور آنے والی فصل خاص طور پر گندم کی کاشت میں بہت فائدہ ہوگا۔ اگر ہر غریب کسان کے گھر میں کوئی 15,20 یا 25 ہزار روپیہ چلا جائے گا تو وہ نئی فصل کو بہتر انداز سے کاشت کرنے میں کامیاب ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چوہدری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع ساہیوال میں گندم کے گودام اور ان کی گندم سٹور کرنے کی کپیسٹی سے متعلقہ تفصیلات

*4959: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں گندم کے کتنے گودام ہیں، ان میں گندم کی کتنی مقدار سٹور کی جاتی ہیں؟

(ب) اس ضلع میں 2014 کے سیزن میں کتنی گندم کا ٹارگٹ دیا گیا تھا؟

(ج) مذکورہ ضلع میں گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(د) مذکورہ ضلع میں گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ فراہم کیا گیا؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ساہیوال کی دو تحصیلوں میں گوداموں کی تعداد 74 ہے جن میں 76500 میٹرک ٹن گندم سٹور ہوتی ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال میں گندم خریداری برائے سال 15-2014 میں 171000 میٹرک ٹن گندم خرید کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔

(ج) ضلع ساہیوال میں خرید گندم سکیم 15-2014 کے لئے مبلغ -/5,92,47,75,000 روپے مختص کئے گئے تھے۔

(د) 15-2014 میں گندم کی خریداری کے لئے 354735 جیوٹ (100 کلو گرام) اور 2913051 پی پی تھیلے (50 کلو گرام) فراہم کئے گئے۔

صوبہ بھر میں گندم کی خریداری کے ہدف سے متعلقہ تفصیلات

*4577: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے 2014 میں گندم کی خرید کا کیا ٹارگٹ مقرر کیا ہے؟

(ب) 2013 میں گندم کی خریداری کا حکومت کا کیا ٹارگٹ تھا اور اس میں کتنا ٹارگٹ حاصل ہو سکا۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) حکومت نے سال 15-2014 کے لئے گندم خریداری کا ٹارگٹ 35 لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا تھا۔

(ب) سال 14-2013 میں حکومت نے گندم خریداری کا ہدف 35 لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا تھا، جس کے عوض 36,75,660 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی۔

برف کے کارخانوں کے معیار سے متعلقہ تفصیلات

*5057: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں برف کے کتنے کارخانے ہیں؟

(ب) کیا ان برف کے کارخانوں میں بننے والی برف کو چیک کیا جاتا ہے یہ مضر صحت ہے اور اس میں استعمال ہونے والا پانی آلودہ ہے؟

(ج) برف بنانے میں آلودہ پانی استعمال کرنے والے کارخانوں کی چیکنگ کا کیا ریکارڈ ہے سال 14-2013 میں کتنے برف خانوں کی برف چیک کی گئی نیز کتنے کارخانوں کی برف صحت کے لئے مضر پائی گئی اور ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع لاہور میں 97 برف کے کارخانے موجود ہیں۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے مضر صحت اور غیر معیاری برف بنانے والوں کے خلاف سخت اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور فی الوقت بھی غیر معیاری اور مضر صحت برف بنانے والے کارخانوں کے خلاف سخت crack down جاری ہے۔ ضلع لاہور میں ایسے بہت سے برف کے کارخانے تھے جو زنگ آلودہ سانچوں میں برف بنا رہے تھے اور وہاں مناسب فلٹریشن پلانٹس کی عدم موجودگی کی وجہ سے بہت سے مضر صحت بیکٹیریا برف میں شامل ہو رہے تھے لیکن پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے سخت کارروائی عمل میں لائی گئی اور مضر صحت برف بنانے والے تمام کارخانوں کو سر بمہر کر دیا گیا۔ اب تک 21 کارخانے سر بمہر کئے گئے ہیں اور بعد ازاں انہیں ان شرائط پر کھولا گیا ہے وہاں فلٹریشن پلانٹ لگایا جائے گا اور نئے سانچے نصب کئے جائیں گے۔

(ج) مورخہ 2۔جولائی 2012 سے لے کر اب تک پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ضلع لاہور میں مضر صحت اور غیر معیاری برف بنانے کی بناء پر سیل کئے جانے والے کارخانوں کی تفصیل منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں لوگوں تک معیاری اور صاف ستھری برف کی ترسیل کو یقینی بنانے کے لئے تمام برف کے کارخانوں کو پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے رجسٹرڈ کیا جا رہا ہے اور ان میں پانی کو صاف کرنے والے پلانٹس کی کارکردگی اور تنصیب کی بھی یقین دہانی کی جا رہی ہے۔

مناسب اور صاف ستھری خوراک کی فراہمی کے لئے پنجاب فوڈ اتھارٹی اپنا کردار بڑی تندہی سے بلا امتیاز ادا کر رہی ہے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ برتی جا رہی ہے۔

بہاولنگر: آدم شوگر ملز چشتیاں سے متعلقہ تفصیلات

*5252: جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آدم شوگر ملز چشتیاں نے پچھلے 5 سال میں شوگر سیس کی مد میں کتنے فنڈز جمع کروائے؟

(ب) ان جمع کرائے گئے فنڈز سے علاقہ میں موجود سڑکات کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے اور کن کن سڑکوں کی تعمیر و مرمت ہوئی، مرمت ہونے والی اور نئی سڑکات جو تعمیر ہوئیں ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) آدم شوگر ملز چشتیاں کی طرف سے فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو پچھلے پانچ سال میں شوگر سیس کی مد میں 103.545 ملین روپے وصول ہوئے۔

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں شوگر سیس فنڈ کے تحت علاقہ کی آٹھ شاہرات کی تعمیر و مرمت کا کام کروایا گیا جن میں سے چھ شاہرات مکمل کر لی گئیں اور بقیہ دو سڑکات کی تعمیر و مرمت کا کام جاری ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: گندم کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5773: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مراکز ذخیرہ گندم کہاں کہاں پر ہیں اور ان مراکز میں کتنی گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش موجود ہے؟

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں سال 13۔2012 اور سال 14۔2013 کتنی گندم خرید کی گئی نیز یہ بھی بتائیں کہ مذکورہ گندم کی کتنی مقدار سرکاری مراکز میں رکھی گئی اور کتنی گندم پرائیویٹ مراکز پر رکھی گئی؟

(ج) مذکورہ سالوں میں پرائیویٹ مراکز پر رکھی گئی گندم پر کتنے اخراجات کس کس مد میں کئے گئے؟

(د) ضلع گوجرانوالہ میں مراکز ذخیرہ گندم پر کتنے ملازمین تعینات ہیں تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ہ) مذکورہ سالوں میں سرکاری مراکز ذخیرہ گندم پر رکھی گئی گندم پر کتنے اخراجات کس کس مد میں کئے گئے؟

(و) مذکورہ سالوں میں خریدی گئی گندم سے کتنی آمدن محکمہ کو حاصل ہوئی اور یہ رقم کہاں پر خرچ کی گئی؟

(ز) مذکورہ سالوں میں گوجرانوالہ میں محکمہ کے کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بنیاد پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں 9 مراکز ذخیرہ گندم موجود ہیں جو کہ درج ذیل جگہوں پر واقع ہیں اور ان کی گنجائش ذخیرہ ہر مرکز کے سامنے درج کی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام مرکز ذخیرہ	گنجائش ذخیرہ میٹرک ٹن میں
1	گوجرانوالہ۔I (نزد انڈر پاس جناح روڈ گوجرانوالہ)	13000.000
2	گوجرانوالہ۔2 (بالمقابل DPS ڈی سی روڈ گوجرانوالہ)	12000.000
3	گوجرانوالہ۔3 (نزد ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ)	12000.000
4	ایمن آباد (نزد ریلوے سٹیشن موڑ ایمن آباد)	15000.000
5	کامونکی (نزد ریلوے سٹیشن کامونکی)	13000.000
6	نوشہرہ ورکاں (تتلے عالی روڈ نوشہرہ ورکاں)	26000.000
7	وزیر آباد (بھروکی روڈ وزیر آباد)	4000.000
8	گکھڑ (نزد ریلوے پھاٹک گکھڑ)	8500.000
9	علی پور چٹھہ (نزد ریلوے سٹیشن علی پور چٹھہ)	5500.000
	میزان	109000.000

(ب) سال 13-2012 میں 169785.000 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی جس میں سے 94013.800 میٹرک ٹن سرکاری اور 75771.200 میٹرک ٹن پرائیویٹ گوداموں میں ذخیرہ کی گئی۔ اسی طرح 14-2013 میں 207532.900 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی جس میں سے 99959.900 میٹرک ٹن سرکاری اور 107573.000 میٹرک ٹن پرائیویٹ گوداموں میں ذخیرہ کی گئی۔

(ج) مذکورہ سالوں میں مبلغ -/23989692 روپے کرایہ گودام کی مد میں خرچ کئے گئے۔

(د) 13-2012 میں خریداری کے لئے پچاس ملازمین تعینات کئے گئے جن میں سات اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر 30 فوڈ گریننز انسپکٹر اور 13 فوڈ گریننز سپروائزر تعینات کئے گئے تھے۔

اسی طرح سال 14-2013 میں کل 46 ملازمین تعینات کئے گئے جن میں 10 اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر، 24 فوڈ گریننز انسپکٹر اور 12 فوڈ گریننز سپروائزر تعینات کئے گئے تھے۔

(ہ) مذکورہ سالوں میں مبلغ -/346211 روپے بل بجلی کی مد میں خرچ کئے گئے چوکیداری کے لئے سرکاری چوکیداروں کے علاوہ مزید سٹاف بھرتی نہ کیا گیا۔

(و) سال 13-2012 میں کل 169785.000 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی 1050.00 روپے فی من اور 2625.00 روپے فی 100 کلو گرام بوری خرید کی گئی۔اس کے علاوہ 7.50 روپے فی بوری ڈلیوری چارجز کی مد میں ادا کئے گئے اور اس طرح 4469590125.00 روپے خرچ ہوئے۔

اسی طرح سال 14-2013 میں کل 207532.900 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی جو کہ 1200.00 روپے فی من اور 3000.00 روپے فی 100 کلو گرام بوری خرید کی گئی اس کے علاوہ 7.50 روپے فی بوری ڈلیوری چارجز کی مد میں ادا کئے گئے اور اس طرح 6241551967.50 روپے خرچ ہوئے۔ خریداری پر کل 10711142092.50 روپے خرچ ہوئے۔

سال 13-2012 میں رمضان بازار بحساب 790 روپے فی من اور 1975 روپے فی بوری 100 کلو گرام 4678.450 میٹرک ٹن گندم اور اوپن مارکیٹ بحساب 830 روپے فی من اور 2075.00 روپے فی بوری 100 کلو گرام 12571.600 میٹرک ٹن گندم، مکینیکل تنور کی مد میں 410.00 روپے من اور 1025.00 روپے فی بوری 100 کلو گرام کے حساب سے 4365.850 میٹرک ٹن گندم 1075.00 روپے من اور 2687.50 روپے فی بوری 100 کلو گرام کے حساب سے 49024.400 میٹرک ٹن اور 1125.00 روپے فی من یعنی 2812.50 روپے بوری 100 کلو گرام کے حساب سے 92196.750 میٹرک ٹن گندم فروخت ہوئی اس طرح کل 162837.050 میٹرک ٹن گندم فروخت ہوئی، نارووال سے 4266.000 میٹرک ٹن گندم وصول ہوئی اور 4002.850 میٹرک ٹن گندم بچ گئی۔

سال 14-2013 میں رمضان بازار بحساب 1100 روپے فی من اور 2750 روپے فی بوری 100 کلو گرام 3761.850 میٹرک ٹن گندم اور اوپن مارکیٹ بحساب 1180 روپے فی من اور 2950.00 روپے فی بوری 100 کلو گرام 3761.850 میٹرک ٹن گندم اور اوپن مارکیٹ بحساب 1180 روپے فی من اور 2950 روپے فی بوری 100 کلو گرام 12751.900 میٹرک ٹن گندم، مکینیکل تنور کی مد میں 410.00 روپے من اور 1025.00 روپے فی بوری

100 کلو گرام کے حساب سے 369.350 میٹرک ٹن گندم 1330.000 روپے من اور 3325.00 روپے فی بوری 100 کلو گرام کے حساب سے 200995.550 میٹرک ٹن اس طرح کل 217878.650 میٹرک ٹن گندم فروخت ہوئی، نارووال سے 6342.900 میٹرک ٹن گندم موصول ہوئی اور سابقہ بچی ہوئی 4002.850 میٹرک ٹن گندم بھی شامل ہے۔اس طرح دونوں سالوں میں کل 380715.700 میٹرک ٹن گندم مبلغ 11475094193.75 روپے میں فروخت ہوئی اور یہ رقم سرکاری خزانہ میں جمع ہوئی۔

(ز) کسی بھی ملازم کے خلاف کسی قسم کی کوئی شکایت ہوئی اور نہ ہی کارروائی کی ضرورت پیش آئی۔

بابافرید شوگر مل اوکاڑہ کے شوگر سیس سے متعلقہ تفصیلات

*6175: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بابافرید شوگر مل اوکاڑہ نے سال 15-2014 کے دوران کتنا گنا خرید کیا؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران اس مل کے ذمہ کتنا شوگر سیس بنتا ہے، کتنا وصول ہو چکا ہے اور کتنا وصول کرنا ہے؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران اس مل نے کتنی رقم کسانوں زمینداروں کو ادا کی اور کتنی بقایا ہے؟

(د) بقایا رقم کی ادائیگی کب تک حکومت کسانوں کو کروا دے گی نیز جن کی رقم اس مل نے ادا کرنی ہے ان کاشتکاروں اور زمینداروں کے ناموں سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) بابافرید شوگر مل اوکاڑہ نے سال 2014 میں 4,07,635 اور سال 2015 میں 2,49,228 میٹرک ٹن گنا خرید کیا۔

(ب) سال 2014 میں بابافرید شوگر مل نے مبلغ -/2,03,81,766 روپے سیس کی مد میں جمع کروائے اور سال 2015 میں مبلغ -/1,86,92,078 روپے جمع کروائے گئے۔ مل کے ذمہ ان دو سالوں کا کوئی شوگر سیس واجب الادا نہ ہے۔

(ج) سال2014 میں بابا فرید شوگر مل کی طرف سے مبلغ -/1,74,10,74,984روپے کسانوں کو ادا کئے گئے اور 2014 میں مل مذکورہ کے ذمے کوئی رقم بقایا نہ ہے۔ سال2015 میں مل مذکورہ نے مبلغ -/1,03,65,51,198روپے کسانوں کو ادا کر دیئے ہیں جبکہ مبلغ -/9,17,18,123روپے واجب الادا ہیں۔

(د) باقی ماندہ رقم کی ادائیگی کے لئے مذکورہ مل کے خلاف پنجاب شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ 1950 کے تحت کارروائی کی جارہی ہے تاکہ کاشتکاروں کی جلد سے جلد ادائیگی کو یقینی بنایا جا سکے۔ جن کاشتکاروں کی مل نے ادائیگی کرنی ہے ان کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں شوگر ملز سے متعلقہ تفصیلات

*6289: میاں طاہر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد کی حدود میں کون کون سی شوگر ملز چل رہی ہیں؟

(ب) ان شوگر ملز کی سالانہ کتنا گنا کرش کرنے کی کپیسٹی ہے؟

(ج) اس ضلع میں سال2014 کے دوران گنا کی کتنی پیداوار ہوئی؟

(د) کتنا گنا ان ملوں نے خرید کیا اور کتنی فصل خراب ہوئی یا مجبوراً کسانوں کو جلانا پڑی؟

(ہ) ان ملوں سے سال2014 کے دوران کتنی رقم بطور شوگر سیس سرکاری خزانہ میں جمع کروائی گئی؟

(و) ان ملوں کے ذمہ اس وقت شوگر سیس کی کتنی رقم بقایا ہے اور ان سے وصولی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع فیصل آباد کی حدود میں مندرجہ ذیل پانچ شوگر ملیں چل رہی ہیں۔

(1) چنار (2) ہنزہ۔I

(3) حسین (4) رسول نواز

(5) تاندلیانوالہ۔I

(ب) ان شوگر ملوں کی سالانہ گنا کرش کرنے کی کپیسٹی درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	شوگر مل	کرشنگ کپیسٹی (میٹرک ٹن روزانہ)	سالانہ کپیسٹی (میٹرک ٹن)
1	چنار	6,000	6,66,000
2	ہنزہ-I	4,000	4,28,000
3	حسین	6,000	7,26,000
4	رسول نواز	5,000	5,70,000
5	تاندلیانوالہ-I	7,000	8,26,000

(ج) محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے پہلے تخمینہ کے مطابق سال 2014 میں ضلع فیصل آباد میں گنے کی مجموعی پیداوار 243 ہزار ایکڑ ہوئی۔

(د) ان شوگر ملوں نے سال 2014 میں مجموعی طور پر 24,07,500 میٹرک ٹن گنا خرید کیا۔ مل وار تفصیل درج ذیل ہے۔ فصل خراب ہونے یا جلانے کی کوئی شکایت دفتر ہذا میں موصول نہ ہوئی ہے۔

نمبر شمار	شوگر مل	خرید گنا (میٹرک ٹن)
1	چنار	4,75,950
2	ہنزہ-I	5,07,732
3	حسین	4,29,611
4	رسول نواز	3,67,157
5	تاندلیانوالہ-I	6,27,410
	ٹوٹل	24,07,500

(ہ) ان شوگر ملوں نے بطور شوگر سیس فنڈ سرکاری خزانہ میں مبلغ -/12,038,9,886 روپے کی رقم جمع کروائی۔ مل وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	شوگر مل	سیس جمع کروایا گیا (روپے)
1	چنار	2,37,97,535
2	ہنزہ-I	2,53,86,598
3	حسین	2,14,77,406
4	رسول نواز	1,83,57,859
5	تاندلیانوالہ-I	3,13,70,488
	ٹوٹل	12,038,9,886

(و) ان شوگر ملوں کے ذمہ اس وقت شوگر سیس کی کوئی رقم واجب الادا نہ ہے۔

مارکیٹ میں کمپنیوں کی طرف سے فروخت کردہ دودھ سے متعلقہ تفصیلات

*6318: جناب امجد علی جاوید: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Nestle اور دیگر ملکی وغیر ملکی کمپنیاں ملک بھر میں دودھ اور اس سے بنی ہوئی دیگر مصنوعات فروخت کرتی ہیں؟

(ب) کیا ان کمپنیوں کا تیار کردہ دودھ خالص ہوتا ہے یا اس میں دیگر مواد شامل ہوتا ہے اس کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) Nestle نے سال 2014 کے دوران کتنا دودھ مارکیٹ سے خرید کیا اور کتنا دودھ بنا کر مارکیٹ میں فروخت کیا، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ دودھ اور دودھ سے بنائی گئی اشیاء ڈیری آئٹم کہلاتی ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ Nestle اپنے دودھ کے برانڈ پر ڈیری آئٹم تحریر نہیں کرتی بلکہ فوڈ آئٹم پرنٹ کرتی ہے؟

(و) اگر جز (د) اور (ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں، ان سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسین):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012 فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں تک صاف اور معیاری اشیاء خورد ونوش کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔جی ہاں! Nestle اور دیگر غیر ملکی کمپنیاں دودھ اور اس سے بنی ہوئی دیگر مصنوعات فروخت کرتی ہیں۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی نے ابھی تک جن کمپنیوں کے دودھ کے نمونہ جات ٹیسٹ کئے ہیں ان میں سے ایسی کمپنیاں جن کے نمونہ جات فیل پائے گئے ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی گئی۔مزید برآں ایسی تمام کمپنیوں کو پنجاب فوڈ اتھارٹی کی طرف سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ اپنے تمام پراڈکٹس کو حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق محفوظ اور تیار کیا جائے۔

(ج) قانونی طور پر یہ ذمہ داری پنجاب فوڈ اتھارٹی کی نہیں ہے۔

(د) جی ہاں! دودھ سے بنائی گئی اشیاء ڈیری آئٹم کہلاتی ہیں۔

(ہ) ابھی تک کی انسپکشن کے مطابق Nestle دودھ اپنی دودھ سے بنی اشیاء پر ڈیری آئٹم پرنٹ کرتا ہے۔

(و) دودھ اور دودھ سے بنی تمام اشیاء کیونکہ قدرتی طور پر جانوروں سے حاصل کی جاتی ہیں ان کو ڈیری آئٹم کہا جاتا ہے۔ جہاں تک نیسلے کی پراڈکٹس کا تعلق ہے پنجاب فوڈ اتھارٹی کے مینڈیٹ میں نہ ہے۔ جو اشیاء سبزیوں سے حاصل کی جاتی ہیں یا synthetic پراڈکٹس سے حاصل کی جاتی ہیں وہ ڈیری آئٹم نہیں کہلاتی ہیں۔

گجرات: گندم کی خریداری کے مراکز سے متعلقہ تفصیلات

*6754: میاں طارق محمود: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2015 اپریل، مئی میں گندم کی خرید کے لئے کتنے مراکز ضلع گجرات میں کون کون سی جگہ پر قائم کئے گئے تھے؟

(ب) ضلع بھر میں کتنی گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ضلع بھر میں کتنا باردانہ فراہم کیا گیا تھا، تفصیل فراہم کریں؟

(د) ضلع بھر میں اس وقت کتنی گندم سٹور ہے اور یہ کس کس جگہ پڑی ہوئی ہے، یہ گندم کس کس سال سٹور کی گئی تھی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گجرات میں دوران سال 2015 پانچ عدد مرکز خریداری گندم درج ذیل جگہ پر قائم کئے گئے تھے۔

1۔ پی آر سنٹر، گجرات 2۔ پی آر سنٹر، لالہ موسیٰ
3۔ فلیگ سنٹر، منگوال 4۔ فلیگ سنٹر، ڈنگہ
5۔ فلیگ سنٹر، جلالپور جٹاں

(ب) ضلع بھر میں کل 9504.500 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی جس کی ادائیگی پر مبلغ 309609082.00 روپے رقم خرچ ہوئی۔

(ج) ضلع بھر میں کیٹیگریز وار درج ذیل باردانہ فراہم کیا گیا تھا۔

جیوٹ بیگز	پی پی بیگز (100KG)	میزان (100KG)
113619	176566	290185

(د) ضلع بھر میں سنٹر وار گندم کی ذخیرہ اندوزی درج ذیل ہے۔ ضلع بھر میں سال 15-2014 اور سال 16-2015 دو سالوں کی گندم سٹور ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	نام سنٹر	گودام سٹوریج	اوپن سٹوریج	میزان (م ٹن)
2014-15	گجرات	2681.300	0	2681.300م ٹن
2014-15	لالہ موسیٰ	876.550	0	" 876.550
	میزان	3557.850		876.550م ٹن
2015-16	گجرات	16267.650	0	" 16267.650
	لالہ موسیٰ	1085.100	0	" 1085.100
	منگوال	0	3484.700	" 3484.700
	ڈنگہ	0	1654.100	" 1654.100
	جلالپور جٹاں	0	2005.600	" 2005.600
	میزان	17352.750	7144.400	24497.150م ٹن

پنجاب میں قائم شوگر ملز، مالکان اور ادائیگی سے متعلقہ تفصیلات

*6966: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں اس وقت کل کتنی شوگر ملیں ہیں اور ان کے مالک کون کون ہیں؟

(ب) ہر مل کے ذمہ گنے کی قیمت کی ادائیگی کی مد میں کتنی رقم بقایا ہے، سال وار علیحدہ علیحدہ ہر مل کے حوالے سے جواب دیں؟

(ج) کسانوں کی حق رسی کے لئے حکومت نے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) پنجاب میں اس وقت 47 شوگر ملیں ہیں جن میں سے 43 شوگر ملیں چالو ہیں شوگر مل مالکان کے ناموں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کرشنگ سیزن 14۔2013 میں پنجاب کی 44 چالو شوگر ملوں نے مبلغ 143.75۔ ارب روپے کا گنا خرید کیا جس میں سے مبلغ 143.59۔ارب روپے کی ادائیگی کر دی گئی ہے جو کہ تمام رقم کا 99.89 فیصد بنتی ہے اور بقایا ادائیگی مبلغ 16 کروڑ روپے ہے۔ مل وار تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کرشنگ سیزن 15۔2014 میں پنجاب کی 43 چالو شوگر ملوں نے مبلغ 133.982۔ ارب روپے کا گنا خرید کیا جس میں سے مبلغ 130.273۔ارب روپے کی ادائیگی کر دی گئی ہے جو

کہ تمام رقم کا97.23 فیصد بنتی ہے اور بقایا ادائیگی مبلغ3.709۔ ارب روپے ہے مل وار تفصیل(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ادائیگی فیصد کے حساب سے وہ ملیں جن کی ادائیگی فیصد سب سے کم تھی ان شوگر ملوں کے خلاف پنجاب شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ کی شق نمبر(2)6اور 21 کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے گنے کے کاشتکاروں کی بقایا ادائیگی بذریعہ Arrears of Land Revenue کے تحت کروانے کے لئے کین کمشنر کے احکامات مورخہ 2015۔08۔25 کے مطابق (د،ر،س،ش)متعلقہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز/ ایڈیشنل کین کمشنرز جھنگ، فیصل آباد اور قصور نے قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لاتے ہوئے میسرز شکر گنج۔(i)، شکر گنج۔(ii)، جھنگ، حسین فیصل آباد اور برادرز قصور کو سیل کر دیا ہے اور مل کی قرقی کرنے کے بعد کاشتکاروں کی100 فیصد ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے قانونی کارروائی جاری ہے۔ باقی نادہندہ 14 شوگر ملوں کو آخری موقع برائے100 فیصد ادائیگی مورخہ 2015۔09۔10 دیا گیا ہے جس کے بعد Arrears of Land Revenue کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے 100 فیصد ادائیگی کو یقینی بنایا جائے گا۔مزید برآں سال14۔2013 میں مندرجہ ذیل شوگر ملوں کے ذمے مبلغ-/15,90,00,000روپے واجب الادا ہیں۔ان شوگر ملوں کو سیل کر دیا گیا تھا اور قرقی کرنے کے بعد کاشتکاروں کو100 فیصد ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے کارروائی جاری ہے۔

1۔ حسیب وقاص، ننکانہ صاحب 2۔ کالونی۔II، خانیوال

3۔ عبداللہ۔II، سرگودھا 4۔ چشتیاں، سرگودھا

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع گجرات: گندم کے خریداری مراکز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

496: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں گندم کی سرکاری سطح پر خریداری کے کتنے مراکز قائم کئے گئے؟

(ب) ان مراکز میں2014 میں کتنی گندم خریدنے کا ہدف مقرر کیا گیا نیز پچھلے سال کتنی گندم کس ریٹ پر خریدی گئی تھی؟

(ج) ان مراکز پر تعینات افسران و عملہ کی تعداد عہدہ وار بتائی جائے؟

(د) ان مراکز میں سال 2011 میں کتنی گندم خراب ہوئی اور اس وقت کتنی گندم سٹاک میں موجود ہے، اس کا کل وزن اور مالیت بتائی جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین):

(الف) ضلع گجرات میں گندم کی سرکاری سطح پر خریداری کے لئے پانچ مراکز قائم کئے گئے تھے۔

1۔ گجرات پی آر سنٹر
2۔ منگوال (عارضی مرکز خریداری گندم)
3۔ جلالپور جٹاں (عارضی مرکز خریداری گندم)
4۔ لالہ موسیٰ پی آر سنٹر
5۔ ڈنگہ (عارضی مرکز خریداری گندم)

(ب) ضلع گجرات میں سال 2014 میں گندم کی خرید اور نرخ حسب ذیل تھے۔

نمبر شمار	نام سنٹر	ہدف م ٹن	خرید گندم م ٹن	نرخ مقررہ 2014 فی 40 کلوگرام
1۔	گجرات	2000	2200	قیمت گندم 40 کلوگرام -/1200 روپے
2۔	لالہ موسیٰ	3600	3643.8	قیمت گندم فی 100 کلوگرام -/3000 روپے
3	منگوال	6400	6413.3	ڈلیوری چارجز، 7.50 روپے فی 100 کلوگرام بوری
4	ڈنگہ	5200	4866.7	کل فی 100 کلو بوری قیمت 3007.50 روپے
5	جلالپور جٹاں	2800	2800	
	میزان	20000	19923.900	

(ج) ان مراکز پر تعینات افسران و عملہ کی عہدہ وار تعداد 10 ہے جن میں AFC-1، FGI-6 اور FGS-3 ہیں۔

1۔	گجرات (2 عدد)	غلام نبی، فوڈ گرین انسپکٹر
		جوادالحسن، فوڈ گرین انسپکٹر
2۔	لالہ موسیٰ (2 عدد)	وسیم عباس، فوڈ گرین انسپکٹر
		خرم نثار، فوڈ سپروائزر
3۔	منگوال (2 عدد)	محمد ارشد، فوڈ گرین انسپکٹر
		محمد شفیق، فوڈ گرین انسپکٹر
4۔	ڈنگہ (2 عدد)	آفتاب جمیل بٹ، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر
		فیصل شہزاد، فوڈ گرین سپروائزر
5۔	جلالپور جٹاں (2 عدد)	شہباز احمد، فوڈ گرین انسپکٹر
		محمد عثمان امین، فوڈ سپروائزر
	میزان (10 عدد)	

(د) سال 2011 میں ان مراکز پر کوئی گندم خراب نہ ہوئی تھی اور اس وقت ان مراکز پر کل 53639 بوری مورخہ 27-03-2015 تک گندم موجود ہے جس کا وزن 5363.90 میٹرک ٹن ہے اور اس کی مالیت بحساب -/1280 روپے فی 40 کلوگرام 17,16,44,800 روپے بنتی ہے۔

ضلع گجرات: گندم کے گوداموں سے متعلقہ تفصیلات

497: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں گندم سٹور کرنے کے کل کتنے گودام کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان میں کتنے محکمہ کی ملکیت ہیں اور کتنے کرایہ پر ہیں؟

(ج) 2012-13 میں گندم سٹور کرنے کا ضلع گجرات میں کتنا ہدف مقرر تھا؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گجرات میں موجود گوداموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سنٹر	گودام جگہ واقع
1	گجرات	8 عدد گودام جن کی سٹوریج کیپیسٹی 500 میٹرک ٹن فی گودام ہے۔ کل 4000 میٹرک ٹن ہے جو نزد ریلوے لائن، محلہ فیض آباد گجرات پر واقع ہے۔
2	گجرات	3 عدد گودام جن کی سٹوریج کیپیسٹی 500 میٹرک ٹن فی گودام ہے۔ کل 1500 میٹرک ٹن ہے جو سروس روڈ گجرات پر واقع ہے۔
3	لالہ موسیٰ	5 عدد گودام جن کی سٹوریج کیپیسٹی 500 میٹرک ٹن فی گودام ہے۔ کل 2500 میٹرک ٹن ہے جو نزد دھامہ گاؤں لالہ موسیٰ پر واقع ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں محکمہ کے زیر استعمال کل 16 عدد گودام ہیں جن میں 13 عدد گودام محکمہ کی ملکیت اور 3 عدد ضلع کونسل کی ملکیت میں ہیں، جن کا کرایہ محکمہ خوراک ادا کرتا ہے۔

(ج)

1) ضلع گجرات میں دوران سال 2012 خرید گندم کا ہدف 25000.000 میٹرک ٹن اور ضلع منڈی بہاؤالدین سے 7500.000 میٹرک ٹن گندم وصول کر کے کل 32500.000 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کا ہدف مقرر تھا۔

2) دوران سال 2013 خرید گندم کا ہدف 28000.000 میٹرک ٹن اور ضلع منڈی بہاؤالدین سے 16000.000 میٹرک ٹن گندم وصول کر کے کل 44000.000 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کا ہدف مقرر تھا۔

حلقہ پی پی-102 میں گندم کے گودام سے متعلقہ تفصیلات

619: چودھری رفاقت حسین گجر (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-102 گوجرانوالہ میں کل کتنے گندم کے گودام ہیں، کتنے پختہ عمارات میں ہیں اور کتنے بغیر عمارات کے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-102 میں محکمہ خوراک کا ملکیتی کوئی گودام نہیں ہے جس کی وجہ سے ہر سال کسان اپنی گندم کی فروخت کے لئے خوار ہوتے ہیں، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حلقہ میں نئے سرکاری گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین):

(الف) حلقہ پی پی-102 میں گندم کے سرکاری گودام نہ ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-102 میں محکمہ خوراک کا کوئی ملکیتی گودام نہ ہے۔ تاہم کسانوں کی سہولت کے لئے ہر سال عارضی گودام (مرکز خرید) کوٹ لدھا میں بنایا جاتا ہے جس کا ٹارگٹ بھی 12000 میٹرک ٹن ہوتا ہے اور کسان اپنی ضرورت سے وافر مقدار گندم اس سنٹر پر فروخت کرتے ہیں۔

سرگودھا: غیر معیاری تیل و گھی کی تیاری اور حکومتی اقدامات

855: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا شہر اور اس کے گرد و نواح میں چھوٹے بڑے ہوٹلوں میں غیر معیاری تیل اور گھی کا استعمال عام ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرگودھا اور اس کے گرد و نواح میں موجود فیکٹریاں غیر معیاری تیل اور گھی تیار کر رہی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان فیکٹریوں کے خلاف جو غیر معیاری تیل اور گھی تیار کر کے سپلائی کرتی ہیں، کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔ جولائی 2012 کو پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں تک صاف اور معیاری اشیاء خورد و نوش کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے، ضلع لاہور

میں مختلف ہوٹلز، ریسٹورنٹس، بیکری، فیکٹری اور دیگر اشیاء خورد ونوش فروخت کرنے والوں کو بلا امتیاز چیک کر رہی ہے اور صاف ستھری خوراک کے حصول کے لئے سخت کارروائی عمل میں لائے ہوئے ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے۔

حکومت کی جانب سے پچھلے دس سالوں میں خرید کی گئی گندم سے متعلقہ تفصیلات

1079: چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے پچھلے دس سالوں میں کل کتنی گندم خرید کی، ہر سال کی علیحدہ علیحدہ تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا حکومت کے پاس سٹوریج کے مکمل انتظامات ہیں، اگر نہیں تو حکومت اس سلسلے میں کیا انتظامات کر رہی ہے؟

(ج) گندم کو سٹور کرنے کی بابت مکمل انتظامات کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) پچھلے دس سالوں میں خرید کردہ گندم کی تفصیلات:

نمبر شمار	سال	خرید گندم (میٹرک ٹن)
1	2006-07	25,68,803
2	2007-08	25,57,401
3	2008-09	57,81,425
4	2009-10	37,21,797
5	2010-11	31,91,000
6	2011-12	27,84,000
7	2012-13	36,76,650
8	2013-14	37,43,340
9	2014-15	29,90,237
10	2015-16	32,34,044

(ب) محکمہ خوراک حکومت پنجاب کے پاس خرید کردہ گندم سٹور کرنے کے لئے 2188515 میٹرک ٹن استعداد گندم گودام موجود ہے۔ اس کے علاوہ گندم کو کھلی جگہ پر تھڑوں پر گنجیوں کی صورت میں سٹور کیا جاتا ہے اور ان گنجیوں کو ترپالوں / لیمینشن کیپ سے ڈھانپ دیا جاتا ہے تاکہ بارشوں کے پانی سے محفوظ رہ سکے۔ مزید یہ کہ محکمہ خوراک جدید طرز کے کنکریٹ سائلوز 30000 میٹرک ٹن گنجائش مانا احمدانی ضلع ڈیرہ غازی خان میں تیار کروارہا ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کے علاوہ کوٹلہ موسیٰ احمد پور ایسٹ ضلع بہاولپور اور 9 گنجیانی ضلع بہاولنگر میں پراجیکٹ شروع ہو چکا ہے۔

(ج) دو سے تین سال کے اندر مذکورہ بالا نئی سٹوریج کپیسٹی مکمل ہو جائے گی۔

ضلع سرگودھا، گجرات اور راولپنڈی میں فلور ملز سے متعلقہ تفصیلات

1080: چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات، راولپنڈی اور سرگودھا میں فلور ملز کی تعداد کیا ہے؟

(ب) حکومت پنجاب کا گندم کا کوٹا فلور ملز کو الاٹ کرنے کا کیا طریق کار ہے اور طے شدہ criterion کیا ہے؟

(ج) 01-07-2010 تا 01-07-2015 مندرجہ ضمن (1) کے اضلاع میں فلور ملز کی تفصیل و بریک اپ کیا ہے، وضاحت دی جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گجرات، راولپنڈی اور سرگودھا میں فلور ملز کی تعداد درج ذیل ہے:

گجرات	راولپنڈی (علاوہ اسلام آباد)	سرگودھا
28	74	16

(ب) ضلع وار کوٹا مقرر کر کے، متعلقہ ضلع کی تمام فلور ملز کی استعداد پسائی کے مطابق یکساں طور پر مقرر کر دیا جاتا ہے جس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

(ج) 01-07-2010 تا 01-07-2015 کے دوران ضلع گجرات، راولپنڈی اور سرگودھا میں فلور ملز کی تعداد درج ذیل ہے:

سال		ضلع اور تعداد فلور ملز	
	گجرات	راولپنڈی (علاوہ اسلام آباد)	سرگودھا
01-07-2010	23	60	15
01-07-2011	24	63	16
01-07-2012	25	64	16
01-07-2013	26	68	16
01-07-2014	27	69	16
01-07-2015	28	74	16

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہاں وزیر قانون نے شیخ علاؤالدین صاحب کے ایک انکشاف پر لمبی چوڑی تقریر فرمائی ہے اور یہ کسان package کا یہاں پر ذکر فرمارہے ہیں تو میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ساڑھے سات سال سے پنجاب میں یہ حکمران ہیں اور اب اڑھائی سال سے مرکز میں بھی حکمران ہیں تو انہیں کسان کی تباہی اور پیکج اب یاد آیا ہے؟

جناب سپیکر: جب انہوں نے کوئی کام نہیں کیا تو۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ اگر کوئی relevant بات کرتے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ وہ یہاں پر تقریر کر کے لیڈر شپ کو بھی criticize کر رہے ہیں لیکن کیا میاں محمد نواز شریف کو پتا ہے کہ آلوؤں کی قیمت کیا ہے اور فی ایکڑ اس کے اخراجات کیا آ رہے ہیں؟ انہیں نہیں پتا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ وہ خود بھی کاشت کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہاں کسانوں کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا گیا ہے۔ آلو، گندم، گنا اور چاول کے کاشتکار خودکشیاں کر رہے ہیں اور 200۔ارب روپیہ کا چاول یہاں پر پڑا ہے۔ گندم خریدی نہیں گئی اور جب اپوزیشن کے قائدین عمران خان یا سراج الحق نے کسان کے حوالے سے convention کئے تو یہ دوسرے تیسرے convention پر بڑبڑا کر اٹھ بیٹھے کہ یہ کسانوں کی بات ہو رہی ہے لہٰذا ہمیں بھی کرنی چاہئے۔ تحمل اور صبر سے اِن سے ذرا یہ پوچھ لیں کہ پچھلے سات سال سے جو کسان ذلیل و خوار ہو رہے ہیں بلکہ اسی ایوان کے اندر سب سے پوچھ لیں کہ حکومت کی جو کسان کش پالیسیاں ہیں، اب اپوزیشن میں سے کسی نے ذکر کر دیا جس کے بعد انہیں بھی ہوش آگیا بلکہ اِن کو ہوش اس لئے آیا کیونکہ الیکشن سر پر تھا۔ کیا اس سے پہلے پتا نہیں چلا کہ کسان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: اس کے ساتھ الیکشن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی والی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک تو آپ کسانوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں جس کی وجہ سے 70 فیصد کسان حکومت کو بد دعائیں دے رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کسان package سے کسانوں کو دودھ اور شہد کی نہریں مل جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ میں یہی تو بات کر رہا ہوں کہ آپ کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ کسان کے مسائل کیا ہیں آپ کی سیاست صرف ہلہ گلہ کے اوپر ہے۔ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ سات سال سے حکومت میں ہیں ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ کسان کی فصل کی قیمت کم ہونے کا مسئلہ کب سے ہے؟ ان سے پوچھیں کہ یہ مسئلہ سات سال سے ہے؟ یہ آلو کے کاشتکار کی خودکشی کی بات کر رہے ہیں ان سے پوچھیں کہ پچھلے سیزن میں آلو کی کیا قیمت تھی؟ پچھلے سیزن میں آلو کی قیمت نے 100 روپے فی کلو گرام کو touch کیا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ سات سال پہلے سے خودکشی کرتے آ رہے ہیں۔ او بھئی! خدا کا خوف کریں اس ملک میں سیاسی عدم استحکام پیدا کر کے اس ملک کو ترقی سے روکنے کی جو آپ مذموم سازش کر رہے ہیں اُس کو نہ کریں۔ آپ کو کیا پتا کہ کسان کے کیا مسائل ہیں؟ آپ صرف ہلہ گلہ، ڈنڈا اور کنٹینر کی سیاست کرنا جانتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ کسانوں کے قاتل ہیں، یہ مزدوروں کے قاتل ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ گندم کی قیمت کس نے بڑھائی وہ ہم نے بڑھائی۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! انہوں نے کسانوں کے ساتھ مال روڈ پر جو کچھ کیا ہے وہ ہم سب کو پتا ہے۔ یہ کسانوں کو کسان package کے نام پر لولی پاپ دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کسانوں کے مسئلے کو حل کر دیا ہے تو اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں، وہ کسانوں کے مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں آپ اُس میں کیوں حائل ہوتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سُن لیجئے کہ یہ کسانوں کے حوالے سے بات شروع کہاں سے ہوئی؟ بات یہ ہے کہ پنجاب حکومت کی پالیسی ہے کہ بیچ میں سے آڑھتی کو ہٹایا جائے۔ یہاں سے بات شروع ہوئی جس کو لاء منسٹر صاحب نے دوسری طرف سے لیا لیکن میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ کہہ رہا ہوں کہ سندھ حکومت نے وفاقی حکومت پر 9۔ارب روپے کا claim کیا کہ یہ گندم کیوں آئی؟ پنجاب نے یہ claim نہیں کیا یہ ریکارڈ کی بات ہے اور اُس گندم کی وجہ سے پنجاب حکومت کو مسئلہ بنا۔ ہماری حکومت کی پالیسی ہے کہ ہم نے آڑھتی کو eliminate کرنا ہے۔ میں نے صرف یہ گزارش کی ہے کہ آڑھتی eliminate نہیں ہوا اور کسان سے اُس کی گندم نہیں اُٹھائی گئی جیسے آپ نے مہربانی کی تھی جب میں نے گندم کے علاوہ گنّے پر بات کی تھی۔ اس ایوان نے فیصلہ کیا اور اس کے بعد آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر فیصلہ ہوا اور ملیں seal ہونا شروع ہوئیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم سب کسانوں کا ووٹ لے کر آئے ہیں، میرا تو 90 فیصد کسان ووٹر ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کہتا ہوں اور محکمہ کو صرف تھوڑا سا alarm کرتا ہوں کہ اس دفعہ بہت slow policy ہوئی ہے یا گندم نہیں اٹھائی جا سکی تو اس کا کوئی بہتر حل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بہتر حل کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کا یہ کہنا کہ یہ سندھ حکومت نے کیا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی صوبائی حکومت direct import نہیں کر سکتی یہ import policy کا حصہ ہے اس لئے پنجاب کا کوئی قصور نہیں تھا لیکن سندھ حکومت نے Federal کے خلاف کیس کیا یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس میاں طارق محمود کا ہے۔ وہ آئے نہیں شاید ملک سے باہر ہیں۔ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس میاں طاہر کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اس پر بات چل رہی ہے، انتظامیہ بھی آئی تھی۔ ابھی اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس ڈاکٹر محمد افضل کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ راحیلہ انور صاحبہ مجلس قائمہ برائے جنگلات و ماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات و ماہی پروری کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں

"The Punjab Forest (Amendment) Bill 2015. (Bill No.37 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات و ماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ میاں محمود الرشید کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔ جی، میاں صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

ضلعی حکومتوں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2001تا2004

کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب میں 2001 سے لے کر 2014 تک ضلعی حکومتوں کی آڈٹ رپورٹس کے مطابق 200-ارب روپے کی بے ضابطگیاں ہوئیں جبکہ 38-ارب روپے کی وصولیاں ہونی ہیں۔ آئینی طور پر یہ آڈٹ رپورٹس پنجاب اسمبلی میں پیش کی جانی چاہئے تھیں لیکن آڈیٹر جنرل کی طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اب تک یہ رپورٹس ایوان میں پیش نہیں کی گئیں جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس میں جو ضلعی حکومتیں ہیں، پچھلے چودہ سال سے ان کے بارے میں بہت باتیں ہوئیں کہ ناظمین کے دور میں بہت زیادہ کرپشن ہوئی ہے اور بہت زیادہ بے ضابطگیاں ہوئی ہیں---

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اس کا ڈیپارٹمنٹ سے جواب آنے دیں اس کے بعد پھر یہ کمیٹی کے سپرد ہو جائے گی یا اس پر آپ debate کرانا چاہیں گے تو وہ کر لیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر آپ نے کمیٹی کے سپرد نہیں کرنی تو اس کا جواب منگوا لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سعودی عرب منیٰ میں حاجیوں کے ساتھ پیش آنے والے سانحہ

کے بارے میں قرارداد آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری ایک قرارداد ہے جس کے بارے میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی بات ہوئی تھی کہ منیٰ میں ایک انتہائی افسوسناک سانحہ ہوا جس میں ہمارے بیسیوں

پاکستانی شہید بھی ہوئے اور ابھی تک سو کے قریب لاپتا ہیں جس وجہ سے ہزاروں پاکستانی خاندان کرب میں مبتلا ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سن لیں۔ میرے خیال میں اس کو منگل تک کے لئے pending کر لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! منگل تک تو شاید اجلاس ہی نہیں چلنا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قومی سانحہ ہے۔ اس پر ہمیں یہاں پر ضرور یہ قرارداد پیش کرنی چاہئے اور condemn بھی کرنا چاہئے۔ شہداء کے ساتھ اظہار یکجہتی بھی کرنا چاہئے اور سعودی حکومت سے احتجاج بھی کرنا چاہئے کہ اتنی سست روی کے ساتھ ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ اب تک ہزاروں پاکستانی خاندان کرب میں مبتلا ہیں۔

جناب سپیکر: آپ جو الفاظ استعمال کرتے ہیں جس سے اچھا نہیں لگے گا۔ آپ کی مہربانی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ قرارداد ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو out of turn لیا جائے اور ایوان اس کو پاس کرے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! کیا اس کو out of turn لیا جا سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہی طے ہوا تھا کہ اس قرارداد کے الفاظ کو اگر amend کر لیا جائے تو پھر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ یہ واقعی بہت افسوسناک سانحہ ہوا ہے۔ اس سانحہ پر ہمیں افسوس بھی کرنا چاہئے اور اظہار یکجہتی بھی کرنا چاہئے لیکن اس افسوسناک واقعہ کی ذمہ داری کسی اور حکومت پر ڈال کر ساتھ ہی احتجاج بھی کر دیں تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس معاملہ کو جب تک کوئی فورم یا حکومت enquire کرنے کے بعد کسی نتیجے پر نہیں پہنچتی اس وقت تک ہمیں اس قسم کے اظہار خیال سے اس معزز ایوان کا اچھا تاثر نہیں جائے گا۔ یہ foreign policy سے متعلق بات ہے اور شاید یہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ اگر محترم قائد حزب اختلاف اس بات پر آمادہ ہوں اور اس میں جو relevant portion ہے اس کو حذف کر کے وہ قرارداد پڑھنا چاہیں تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Legislation کے بعد کر لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس میں قابل اعتراض بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ قرارداد میں ہم نے کہا ہے کہ معزز ایوان مطالبہ کرتا ہے---

جناب سپیکر: آپ اپنے برادر اسلامی ملک سے ایسا احتجاج نہیں کر سکتے جب تک اس کے facts سامنے نہ آئیں۔ آپ اگر یہ الفاظ delete کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سعودی حکومت سے پوری دنیا کے ممالک نے اس بات پر احتجاج کیا ہے کہ ہمیں بروقت اطلاعات نہیں مل رہیں بلکہ ابھی تک نہیں مل رہیں۔ ہمارے پچاس، ساٹھ یا ستر لوگ اب بھی گمشدہ ہیں۔ وہ کدھر گئے ہیں۔ ہم یہاں بیٹھے یہ بات کرتے ہیں کہ یہ کوئی اتنا sensitive معاملہ نہیں ہے۔ ہمیں اس پر بات کرنی چاہئے اور احتجاج بھی کرنا چاہئے اس لئے کہ ہمارے پاکستانی شہداء کے لواحقین اور عزیز واقارب جس ذہنی اذیت سے گزر رہے ہیں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ آج دو ہفتے ہونے کو ہیں اور ان کی dead bodies نہیں مل رہیں، وہ misplace ہیں ان کا اتا پتا نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اس پر اگر حکومتی بنچ ترمیم چاہتا ہے تو کر لیں اور اس کو متفقہ طور پر لے آئیں لیکن یہ قرارداد آنی چاہئے اور میرا اس پر insist ہے کہ اس پر ہمیں احتجاج بھی کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں اس کو دوبارہ چیک کرواتا ہوں۔ اس میں تھوڑا سا مسئلہ آ رہا ہے۔ آپ مہربانی کریں۔ میں اپنے office میں بیٹھ کر اس کے بارے میں بات کروں گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک قرارداد نندی پور پاور پراجیکٹ کے حوالے سے بھی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ میرے پاس نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وہ جمع کرائی ہوئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: وہ میرے پاس نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 657 جناب محمد ناصر چیمہ کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار pending کی گئی تھی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں کہ میں یہ قرارداد پڑھوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس پراجیکٹ پر ایک کھرب روپیہ لگا ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں۔ یہ جب میرے پاس آئے گی تو دیکھیں گے۔ جب آپ کی turn آئے گی تو پھر بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

گوندل صاحب! جواب دیں۔ No. Not allowed.

نارنگ منڈی میں آلودہ پانی پینے سے لوگ ہیپاٹائٹس، جگر و کینسر جیسے موذی امراض کا شکار

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! پہلی واٹر سپلائی سکیم نارنگ منڈی 1967 میں 11900 افراد کے لئے تعمیر کی گئی جس میں ایک عدد ٹینکی 20 ہزار گیلن کی اور اس میں AC پائپ 3 انچ سے 6 انچ سائز لگایا گیا بعد ازاں 1985 میں آبادی 17000 تک بڑھ گئی جس کی بنیاد پر مزید ٹیوب ویل اور مزید پائپ 6 انچ سے 8 انچ سائز کی AC اور PVC پائپ لگائے گئے۔ PVC پائپ لگا کر محلہ مظفر آباد کو شامل کر کے توسیع کی گئی۔ اس کے بعد 2001 میں آبادی 34000 تک بڑھ گئی جس کی بنیاد پر مزید 3 انچ سے 8 انچ سائز PVC پائپ لگا کر ریلوے لائن تک اس آبادی کو شامل کیا گیا۔ اس وقت نارنگ منڈی کی آبادی بڑھ کر 47300 ہو چکی ہے اور مجموعی آبادی کے لحاظ سے مزید ٹیوب ویل اور ملحقہ آبادیوں کے لئے واٹر سپلائی سکیم کی سہولت وہاں پہنچانے کے لئے مزید پائپ لگانے مطلوب ہیں۔ اس موضع کو درست اور صحیح واٹر سپلائی پہنچانے کے لئے اور اس کی توسیع کے لئے اور پرانی لائن کی مرمت کرنے کی تجویز بھی زیر غور ہے اور انشاء اللہ جلد ہی نئی پائپ لگا کر مناسب اور ضرورت کے مطابق پائپ لائن ڈال دی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 711 پڑھی جا چکی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کی request ہے کہ اس کو adjourn کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر919 انتہائی اہمیت کی حامل ہے لہٰذا گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(65)/2015/1283. Dated: 9th October, 2015 The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab with effect from 8th October, 2015 (Thursday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the
8th October, 2015

MALIK MUHAMMAD RAFIQUE RAJWANA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"